وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

رسالہ مسمّٰی بہ

احسان الاموات بالصدقات والاسقاط

(ذیقعدہ ۱۳۵۰ھ)

از تالیفات اضعف العباد فقیر صانہ اللہ القدیر

محمد نبی بخش حلوائی لاہوری عفا اللہ عنہ حنفی قادری نقشبندی مجددی

اہل اسلام پر مخفی نہ رہے کہ اخبار الفضل قادیانی الفقیہ کی عبارت ۸ راگست میں سے نقل کر کے لکھتا ہے اس زمانہ کے مولویوں نے نہ معلوم خدا کو کیا سمجھ رکھا ہے کہ اوس سے دہوکھا بازی کی ترغیب دینے میں دریغ نہیں کرتے پھر الفقیہ کے پرچہ ۸ راگست ۱۹۱۵ء کی عبارت نقل کر کے لکھتا ہے کیا خدا تعالیٰ کیساتھ یہ صریح دہوکھا بازی نہیں کہ جو مال ایک آدھ روزے اور نمازوں کا فدیہ سمجھا جاتا ہے اوسی کو الٹ پلٹ پھیر کر کے ساری نمازوں اور ساری عمر کے روزوں کے معاوضہ میں پا جائے اور کیا واقعی حیلہ اسقاط خدا تعالیٰ سے دہوکھا اور دہوکھا بازی کی تعلیم ہے اور علماء زمانہ کا ایجاد کردہ فعل بدعت یا اسکے لئے قرآن و احادیث و دیگر کتب دینیہ سے کچھ اصل ثابت ہے اور شریعت میں غیر مشروعات سے بچنے اور مسلمانوں کو نفع رسانی کے لئے حیلہ جائز ہے یا نہیں۔ یا قادیانیوں غیر مقلدین و دیوبندیہ کی مسلمانوں کو دہوکھا دہی ہے۔ بینوا توجروا اقول وباللہ التوفیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ میت کیطرف سے جب اسقاط کیا جائے اس کو سبکدوش کرنا قرآن مجید احادیث نبویہ و دیگر کتب و کتب فقہیہ معتبرہ سے ثابت ہے باوجود اسکے کہ منکرین کے پاس قرآن و احادیث صحیحہ سے کوئی دلیل اسکے عدم جواز پر نہیں اور عمل یقیناً درست و صحیح ہے اور دلائل شرعیہ اسکے موید تاہم ابو الفضل قادیانی میں اسکی تردید کے ضمن میں علماء اہل سنت و الجماعت

احادیث بجماع امت بیان مجتہدین دین ۔

کی مذمت و برائی تحریر کردی ہے اور یہی عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کا ہے اور کسی ابوجہل کا یہ خیال کہ یہ حیلہ خدا تعالے کو دہوکھا دہی اور دہوکھہ بازی کی تعلیم ہے اور مولویوں نے اپنے فائدہ کے لیئے یہ حیلہ تراشا ہے جسکی کوئی سند نہیں تو اس حیلہ سے مقصود نماز روزے کا حاصل نہیں ہوسکتا اور نہ قضا نماز و روزے کا بدلہ ہوسکتا ہے۔ اور قرآن مجید کو ادہر ادہر پہیرنا اور اس سے امید اسقاط عن المیت رکھنا جھوٹھ اور افترا اور جہالت و خباثت ہے پس مسلمان انصاف فرماویں کہ کیا حیلہ مذکورہ واقعی دہوکھا بازی و خیانت و جہالت و بے اصل ہے یا اسکے لیئے ادلہ شرعیہ میں سے ثبوت و اصل ہے اور مانعین اسقاط کی یہ جعلسازی و بے ایمانی ہے اب ادلہ شرعیہ سے اس کا ثبوت بگوش ہوش سنکر فقیر کاتب الحروف کو بدعاء خیر یاد فرمائیں ۔

خدا تعالے کو دہوکھا دینا ثابت ہی ہوسکتا ہے کہ جب اوسکا جہل ثابت کیا جائے اسلیئے کہ دہوکھہ بازی سے مقصود یہی ہوتا ہے کہ حریف کے علم پر پردہ ڈال کر اپنی مطلب براری اور غرض حاصل کرنا کہ مخاطب کو اپنی ما فی الضمیر کا پتہ نہ لگے۔ کیا اوس علام الغیوب کی شان ہے جسکی صفت لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ہے۔ یعنے اوسپر کوئی چیز زمین و آسمان کی چھپی نہیں کیا وہ نہیں جانتا۔ بندہ عاجز اب نماز روزہ خود ادا نہیں کرسکتا اوسکے لیئے یہ حیلہ شرعی ہو رہا ہے یا یہ لوگ گنہگار و نیز خدا کی رحمت و بخشش سے ناامید ہیں حالانکہ حقتعالے اپنے محبوب کو ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۔ اے میرے بندو جنہوں نے ظلم کیا اپنی جانوں پر ناامید مت ہوویں خدا کی رحمت سے تحقیق اللہ سب گناہ بخشدیتا ہے اور وہ ایک دانہ کو سات سو بلکہ اوس سے بھی بڑھ کر بڑھا دیتا ہے لقولہ تعالیٰ وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ۔ صدقوں کو بڑھا دیتا ہے اور مانعین اسقاط کا خیال محض جہالت و سفاہت و علماء دین سے عداوت ہے اور اموات سے دشمنی سخت ترین ہے پس معلوم رہے کہ حیلہ اسقاط نہ اللہ جل و علا سے دہوکھہ بازی نہ دہوکھہ دینے کی تعلیم نہ علماء زمانہ حال کا ایجاد کردہ بلکہ اسکی اصل قرآن و حدیث سے ایسے حیلے مسلمانوں کے نفع پہونچانے اور ممنوعات سے بچانے کے لیئے علماء متقدمین کی تصانیف میں موجود ہیں منجملہ جنکے حیلہ اسقاط ہے جو بلا انکار و اختلاف جاری رہا اور ہر زمانہ میں معمول و منقول رہا جو چیز قرآن و حدیث میں موجود اور سلف صالحین سے ماخوذ و منقول ہو اوسے دہوکھا بازی اور مولویوں کی حیلہ سازی اور جھوٹھ و افترا کہکر اونپر جھوٹا الزام لانا کسقدر جرأت اور بے ایمانی ہے۔ اب سنیئے ادلہ حیلہ اسقاط حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سو جھاڑو کے تیلے تو لکڑی کی جگہہ کام دے گئے یا نہیں۔ کیا دہوکھہ بازی خدا تعالے نے حضرت ایوب علیہ السلام

ہدہ نہ کھانے پر دعا مانگنا جائز اور مستحب ہے۔ اور فائدہ کلیہ ہے کہ جس چیز کی ممانعت شارع علیہ السلام سے ثابت نہ ہو

باقی صفحہ ۱۳ پر

کو سکھلائی تھی۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ جیسا کہ حقتعالے نے سورہ صٓ میں فرمایا وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا
فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ یعنے تم اپنے ہاتھ میں جھاڑو لیکر مارو اور قسم نہ توڑیں۔ بعض منکرین
زعم فاسد سے کہہ دیتے ہیں کہ حکم اسقاط خاص حضرت ایوب علیہ السلام ہی کے لیے تھا۔ بعد
اُنکے منسوخ ہوگیا تھا حالانکہ صحیح مذہب میں حکم آیت تا قیامت باقی ہے دیکھو تفسیر روح المعانی
جلد ۷ صفحہ ۳۶۲ مطبوعہ مصر ذَهَبَ الشَّافِعِيُّ وَاَبُو حَنِيفَةَ وَزُفَرُ اِلٰى اَنَّ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ
فَقَدْ بَرَّ فِي يَمِينِهِ وَخَالَفَ مَالِكٌ وَرَاٰهُ خَاصًّا بِاَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ
اِنَّ الْحُكْمَ كَانَ عَامًّا ثُمَّ نُسِخَ وَالصَّحِيحُ بَقَاءُ الْحُكْمِ تفسیر خازن جلد ۴ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵
فرمایا اِذَا ضَرَبَهُ ضَرْبَةً وَاحِدَةً فَاَصَابَهُ كُلُّ صَوْتٍ عَلٰى حِدَةٍ فَقَدْ بَرَّ وَاحْتَجُّوا بِعُمُومِ
هٰذِهِ الْآيَةِ یعنے حضرت امام شافعیؒ و ابو حنیفہؒ و زفرؒ تینوں فرماتے ہیں کہ جسنے ایسا کیا وہ اپنی
قسم میں مبرور ہوا اور امام مالک اسکے خلاف پر ہیں۔ اور بعض نے فرمایا کہ حکم آیت عام تھا
پھر منسوخ ہوگیا۔ اور صحیح یہ ہے کہ حکم آیت باقی ہے۔ پھر اس مذہب کو مؤکد کیا باحادیث صحیح
حدیث اول فَقَدْ اَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ
عَنْ اَبِي اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ حَمَلَتْ وَلِيدَةٌ فِي بَنِي سَاعِدَةَ مِنْ زِنًا فَقِيلَ
مِمَّنْ حَمْلُكِ قَالَتْ مِنْ فُلَانٍ الْمُقْعَدِ فَسُئِلَ الْمُقْعَدُ فَقَالَ صَدَقَتْ فَرَفَعَ
ذٰلِكَ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذُوا عُثْكُولًا فِيهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ
فَاضْرِبُوهُ بِهِ ضَرْبَةً وَاحِدَةً حدیث دوم وَاَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ رَجُلًا فَاحِشَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَرِيضٌ عَلٰى شَفَا مَوْتٍ فَاَخْبَرَ اَهْلُهُ بِمَا صَنَعَ
فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِنْوٍ فِيهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ فَضَرَبَ بِهِ ضَرْبَةً وَاحِدَةً حدیث
سوم وَاَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
اُتِيَ بِشَيْخٍ قَدْ ظَهَرَتْ عُرُوقُهُ قَدْ زَنٰى بِامْرَاَةٍ فَضَرَبَهُ بِضِغْثٍ فِيهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ فَضَرَبَهُ
ضَرْبَةً وَاحِدَةً صفحہ ۳۶۲ جلد ۷ تفسیر روح المعانی حدیث چہارم ابن ماجہ مطبوعہ
مولوی محمد حسین کے باب الكبير والمريض يجب عليه الحد کے صفحہ ۱۸۶ میں حدیث لائے ہیں حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْاَشَجِّ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ ابْنِ سَهْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ الْعُبَادَةِ
قَالَ كَانَ فِي اَبْيَاتِنَا رَجُلٌ مُخْدَجٌ فَلَمْ يَرُعْ اِلَّا وَهُوَ عَلٰى اَمَةٍ مِنْ اِمَاءِ الدَّارِ يَخْبُثُ
بِهَا فَرَفَعَ شَانَهُ سَعْدُ ابْنُ عُبَادَةَ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اجْلِدُوهُ
ضَرْبَ مِائَةِ سَوْطٍ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هُوَ اَضْعَفُ مِنْ ذٰلِكَ لَوْ ضَرَبْنَاهُ مِائَةَ سَوْطٍ مَاتَ

فَحُذُوْہُ فَاَلْقُوْہُ عَنۡکَالًا فِیۡہِ مِائَۃ شَمۡرَاخٍ فَاضْرِبُوْہُ ضَرْبَۃً وَّاحِدَۃً ۱ھ اسی آیت مذکورہ کی تفسیر
میں امام الوہابیہ وحید الزمان اپنے مترجم قرآن میں حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ مذکورہ بیان کرکے
ایک حدیث کا ترجمہ لکھتا ہے جو چاروں حدیثوں کا خلاصہ ہے گویا اُسنے حیلہ کو قرآن وحدیث
سے مؤید کردیا لکھتا ہے حدیث میں ہے کہ ایک اپاہج نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں ایک عورت سے زناہ کیا۔ آپنے فرمایا کھجور کی ایک ڈالی لو جسمیں سو شاخیں ہوں ایک بار
مارو ۱ھ ص۵۹۳ تفسیر وحیدی علے القرآن مطبوعہ احمدی لاہور اور دیکھو جب حضرت ہاجرہ او سارہ
رضی اللہ عنہما کے مابین جھگڑا ہا تو حضرت سارہ نے اُن سے قسم کھا کر کہا کہ میں قابو پاکر تیرا کوئی
عضو کاٹ لونگی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر انہیں صلح کرا دینے کی وحی آئی تو حضرت سارہ نے
کہا مجھے اپنی قسم سے کیسی خلاصی ہوگی۔ پس اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بذریعہ وحی
تعلیم فرمایا کہ سارہ سے کہدو کہ وہ ہاجرہ کے کان چھید دے تو قسم پوری ہوجائے گی۔ چنانچہ ایسا
ہی کیا گیا۔ اور دیکھو حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس برنی چھوہارے
لائے تو حضور نے پوچھا یہ کہاں سے لائے ہو عرض کی کہ میرے پاس خراب چھوہارے تھے اونکے دو
صاع کے بدلے انکا ایک صاع خرید آپنے فرمایا یہ تو عین سود ہے ایسا نہ کرو۔ بلکہ تم اپنے چھوہارے
کسی اور چیز کے بدلے بیچو۔ پھر اوس چیز سے ایسے چھوہارے خریدو رواہ البخاری عن سعید
الخدری رضی اللہ تعالی عنہ اور فتاوے ہندیہ و فتاوے ذخیرہ میں ہے وعامۃ المشائخ
علے ان حکمہا لیس بمنسوخ وھو الصحیح من المذہب یعنے اسی حیلہ اسقاط کے جواز
کی اصل قصہ حضرت ایوب علیہ السلام کا بیان کرکے فرماتے ہیں کہ مذہب عام مشائخ کا اسی امر پر
ہے کہ اس آیت کا حکم باقی ہے منسوخ نہیں ہوا۔ اور صحیح یہی ہے۔ وذکر فی الخزانۃ رَجُلًا
اِشْتَرٰی تَمْرًا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ بِصَاعَیْنِ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوبعیت ھَلَّا بعت تَمْرَکَ
بِالسِّلْعَۃِ وَابْتَعْتَ بِسِلْعَتِکَ تَمْرًا ایک شخص نے ایک صاع چھوہارے دو صاع چھوہاروں
کے بدلے خریدے پس حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سود دیا تو نے اپنی کھجوریں کسی دوسری
چیز سے بیچکر پھر اوس چیز سے کھجوریں خریدیں۔ حموی شرح اشباہ میں حدیث مذکورہ کے تحت میں
تاتارخانیہ سے نقل فرماتے ہیں وعن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما انہ قال وقعت وحشۃ
بین ھاجر و سارۃ فحلفت سارۃ ان ظفرت بھا قطعت عضوًا منہا فارسل اللہ جبرائیل
علیہ السلام علے ابراھیم علیہ السلام اَنْ یُصْلِحَ بَیْنَہُمَا فقالت سارۃ ما حیلۃ یمینی
فاوحی اللہ تعالی الی ابراھیم علیہ السلام اَنْ یامر سارۃ ان تثقب اذنی ھاجر فمن ثم
ثقوب الاذان ترجمہ اسکا اوپر گذر چکا یعنے عضو کاٹنے کی اسقاط کان میں سوراخ کردینے سے

ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ہذا الحدیث والذی

قال ابو حنیفہ والشافعی رضی اللہ عنہما ۱۲

ادا ہوگئی اور تب سے کان چھیدنے کا رواج عورتوں میں ہوگیا اور عین الہدایہ شرح ہدایہ میں ذخیرہ سے نقل فرمایا کہ عامہ مشائخ کے نزدیک یہہ حکم باقی ہے منسوخ نہیں ہوا اور یہی صحیح مذہب ہے۔ الذخیرہ اور کیونکر منسوخ مانا جائے حالانکہ کتاب الحدود کے باب الزنا میں ایک شخص ضعیف الخلقت کو زنا کی حد میں سو کوڑے مارنے میں خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مانند اسی کے حکم فرمایا چنانچہ مترجم امام الوہابیہ نے ذکر کیا ہے پس اگر بلا دلیل کوئی مدعی نسخ ہو تو یہہ حدیث ثبوت کو کافی ہیں ف اگر حکم آیت منسوخ ہوتا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایسا حکم کیوں فرماتے اور صحابہ کرام اور حضور کے جان نثار بعد حضور کے رد کرتے پس معلوم ہوا کہ حیلہ اسقاط کے مانعین عمل بالحدیث سے اور فقہ سے منحرف ہیں بلکہ عمل قرآن سے بھی بیزار ہیں۔ مقام غور ہے کہ مرزائی اور وہابیہ وغیر مقلدین کس منہ سے اہلحدیث ہونے کے مدعی ہیں۔ جو صحیح حدیثوں کو پس پشت ڈال کر اغوائے شیطانی کی متبع ہو

اور دیکھیے حضرت ابراہیم علےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشرکین کے بت توڑنے میں کیا حیلہ نہ کیا تھا جو قرآن مجید میں کئی مقام پر مذکور ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی ابن یامین کو اپنے پاس رکھنے میں اُنکے ذمے چوری کا حیلہ کرکے اوسے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ تفسیر سراج المنیر میں ہے کہ حضرت بن یامین علیہ السلام خود کہتے تھے کہ میں اب ہرگز آپ سے جدائی اور فرقت گوارا نہیں کرسکتا لہذا آپنے فرمایا کہ تمہارے رکھنے کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی سوائے اسکے کہ تمکو چوری کی تہمت لگاؤں جسپر حضرت بن یامین بدل وجان خوش ہوگئے اور اسی بدنامی کو عین سعادت سمجھے لہذا اونکی خواہش کے موافق آپنے اُنکے بارہ میں یہہ حیلہ کیا جسپر قرآن شاہد ہے لقولہٖ تعالیٰ فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ۔ عہ طرفہ یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حیلہ کی تردید حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی نہ فرمائی

اب چند حیلے کتب فقہ سے ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہیں۔ تو کہ منکرین کی عیاری ومکاری ظاہر ہو جائے۔ الحموی شرح اشباہ میں تاتارخانیہ سے کہا کہ ہمارے علماء کا مذہب ہے کہ ہر ایک وہ حیلہ کہ جس سے آدمی غیر کے حق کو باطل کرنے پر حیلہ کرے اور اوسمیں شبہ حرام کا دخل ہو پس وہ حیلہ مکروہ تحریمی ہے۔ اور فتاوے جامع سے عیون میں نقل کیا کہ ہر حیلہ کہ جس سے آدمی حرام سے خلاصی پاوے یا اوسکے باعث حلال کیطرف پہونچ جائے پس ایسا حیلہ کرنا سنت ہے اور وہ منقول ہے شعبی سے کہ فرمایا اونہوں نے لا بأس بالحیلۃ فیما یحل وقال اللہ تعالےٰ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ الخ کتاب عین الہدایہ شرح ہدایہ جلد چہارم کتاب الشفعہ باب ما یبطل الشفعۃ کے صـ۵۹ میں فرماتے ہیں اس حیلہ سے شفیع کو وار سے خفیف نکرے المستکلٹ ہے

عہ پس جب تیار کیا سامان ونکا کیا پیالہ بیچ کجاوے اپنے بھائی کے پھر آواز کیا ایک کارواں تم چور ہو۔ ۱۲

فان اراد الحیلۃ لابتاع السہم بالثمن الا درہما پس اگر حیلہ کیا کہ جار کا شفعہ ساقط ہو تو ایک سہم کو بعوض کل ثمن سوائے ایک درم کے خریدے اور اعتماد کرے کہ بایع باقی کو بعوض باقی ایک حصہ کے دیدیگا والباقی بالباقی پھر باقی تمام دار کو بعوض باقی درہم کے خریدے ف پس اول سہم مین ایک ایک ہاتھ چوڑی پٹی باقی ہے جسکا جار کو شفع پہنچتا ہے لیکن وہ اس حقیر پٹی کو اسقدر گران ثمن کے عوض نہیں لیگا اور اگر اوسنے مشتری سے لیا تو بقیہ باقی دار مین بہ نسبت جار کے مشتری مقدم ہے ہدایہ مع شرح عینی الہدایہ الغرض شفعہ اور زکوۃ ساقط کرنے مین حیلہ کتاب مذکورہ کے صفحہ ۶۰ و ۶۱ مین ملاحظہ ہو اوسیمین ہے کہ اگر شہری لوگ عیدالضحی کو قربانی میں تعجیل کرنا چاہیں تو اوسکا حیلہ یہہ ہے و اذا اراد التعجیل ان یبعث بہا الی خارج المصر فیضحی بہ الطالع الفجر یعنی اگر شہر کے لوگ قربانی مین تعجیل چاہیں تو اوسکا حیلہ یہہ ہے کہ قربانی کا جانور شہر سے باہر بھیجدیں جہاں سے مسافر قصر کرنے لگتا ہے کہ وہاں فجر ہوتے ہی قربانی کردیا جاوے پس قربانی جائز ہوگی پھر وہاں سے چاہے تو شہر مین لے آوے بعد ذبح کے شرح ہدایہ عینی الہدایہ صـ۱۹۲ پھر اوسی کتاب مین محیط سے نقل فرمایا۔ حیلہ آدمی نے وضو کیا اور اوسنے اپنے ذکر پر تری بہتی دیکھی اور شیطان اوسکو یہہ دکھلایا کرتا ہے تاکہ وسوسہ سے اوسکا حضور قلبی پریشان کرے۔ حیلہ یہہ ہے کہ پہلے ذکر پر پانی چھڑک لیا کرے الخ۔ حیلہ موزہ یا جوتی کو پیشاب یا شراب سے نجاست لگی جسکے واسطے جرم نہیں ہے تو دہونا اوسکا واجب تہا لیکن حیلہ یہہ ہے کہ خاک باریک میں چلے کہ وہ لتھڑ جاوے اور خشک ہوجاوے پھر اوسکو رگڑ دے تو پاک ہوجاوے حیلہ گھر میں مصلی کے ساتھ نماز ظہر کی تین رکعت پڑہ چکا کہ اوسنے مسجد میں اقامت کہنے کی آواز سنی اور چاہا کہ امام کے ساتھ نماز بجماعت ادا کروں اور یہی فرض ہو اور جو کچھ پڑہا ہے بہی حیلہ یہ ہے کہ چوتھی رکعت پر قعدہ نہ کرے بلکہ کھڑا ہوکر پانچویں چھٹی رکعت پڑھے تو امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہا اللہ کے نزدیک یہہ نماز نفل ہوجاوے گی اور مسجد میں جاکر امام کے ساتھ فرض ادا کرے کذا ذکرہ شمس الائمۃ الحلوائی فی المحیط۔ اور فقیر حلوائی کاتب الحروف نے کتاب خلاصۃ الفقہ میں دیکھا ہے کہ نماز فرض چار گانہ مصلی پڑہ رہا ہے اور جماعت کی تیاری ہوگئی اور یہہ چاہتا ہے کہ میرے فرض بجماعت ادا ہوں تو اوسکا حیلہ یہہ ہے کہ تین رکعت پڑہ چکا ہو تو چوتھی رکعت بیٹھکر ادا کرے تو قیام فرض کی ترک سے وہ نفل ہوجاوینگے اور فرض بجماعت ادا کرلیوے ف دیکھیے ایسے حیلے کسقدر مفید ہیں کہ نمازی کو ایک ثواب نماز نفل کا ملگیا۔ دوسرا فرض بجماعت ادا کرنیکا حنفیہ کے نزدیک اعیان اموال سے عین کی زکوۃ دیون یعنے قرضہ سے ادا نہیں ہوتی اور قرضہ دیگر بہی زکوۃ ایک قرضہ سے ادا نہیں ہوتی ہے۔ حیلہ یہ ہے کہ بکر پر جسقدر قرضہ ہے اوسیقدر زید مال نقد میں سے بہ نیت زکوۃ مال عین کی دے پس جب بکر نے قبضہ کیا تو زید کی زکوۃ ادا ہوگئی پھر بکر اوسکو ادا

قرضہ ہیں دے دے تو مقصود حاصل ہو جائیگا اور نوادر میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ غیر کے دینے سے ایسا حیلہ کرنا افضل ہے اور ہمارے مشائخ متقدمین اپنے مفلس قرضداروں کے ساتھ اس حیلہ کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ اور اسمیں کچھ مضایقہ نہیں جانتے تھے اسے قولہ اور حیلہ دیگر یہ کہ قرضدار سے کہے کہ میرے خادموں سے تو کسیکو وکیل کر کہ وہ میری مال کی زکوٰۃ کو تیرے واسطے مجھسے وصول کرکے اوسکو تیری قرضہ کی اداگی میں مجھے ادا کردے پس جب اوسنے وکیل کیا تو قرضخواہ کا خادم پہلے اپنے مؤکل کے لیئے وصول کریگا۔ پھر وکالت کے حکم سے قرضخواہ کو ادا کریگا۔ حیلہ ۹ ایک شخص پر مال زکوٰۃ واجب الادا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ میرے مال کی زکوٰۃ ادا ہو جاوے اور فلان میت کا کفن اس سے بنجاوے۔ حالانکہ زکوٰۃ کا مال کفن میت میں صرف کرنا جائز نہیں۔ حیلہ یہ ہے کہ میت کے کسی قرابتی کو یہ مال زکوٰۃ دے دے پھر وہ قرابتی کفن میت میں دے دے اور یہی طریقہ عمارت مسجد و پل و رباط وغیرہ میں ہے جسمیں زکوٰۃ کا مال ابتداءً صرف کرنا جائز نہیں صرف اسمیں بھی وہی حیلہ ہے کہ فقرا کے واسطے کرے پھر فقرا اوس مال زکوٰۃ کو وہاں رباط وغیرہ کیلیئے کریں۔ حیلہ ۱۰۔ سید اور غنی اور اصول اور فروع کو زکوٰۃ دینی منع ہے۔ اسمیں حیلہ یہ ہے کہ اوسی محلہ کے کسی فقیر کو دے دے پھر وہ فقیر اون کو دے دے مگر فقیر کو حق ہے کہ مرضی ہو تو دے یا نہ دیوے۔ اوسکو اختیار ہے کیونکہ اسکے ملک میں ہے۔ حیلہ ۱۱ روزوں میں ایک شخص نے متوالی ساٹھ روزوں کا التزام کیا پس رجب و شعبان دونوں مہینے روزوں میں برابر گزارے مگر آخر شعبان میں ۲۹ ہی کا دن ہوا یعنے ایک روز گھٹ گیا اور آیندہ رمضان ہے۔ جسکے پھر اوسپر متوالی ۲ ماہ بعد رمضان کے روزے رکھنے لازم ہونگے تو اوسمیں حیلہ یہہ ہے کہ اول رمضان میں رات سے مسافت سفر کی نیت کرکے صبح کو اپنے واجبی روزہ کی نیت سے روزہ رکھے اور سفر کو چلا جاوے جسکے کہ یہ روزہ اوسی واجب کیطرف سے ہوگا اور اوسپر رمضان کیواسطے ایک روزہ قضا کرنا رہے گا۔ پھر چاہے بعد یہ دن تمام ہونے کے سفر سے رجوع کرے شرح ہدایہ عین الہدایہ صفحہ ۸۵۹ حیلہ (۱۲) عجیبہ ضروریہ ایک مرد فقیر نے چاہا کہ اپنے باپ میت کیطرف سے نماز اور روزوں کا فدیہ ادا کرے حالانکہ وہ فقیر ہے تو وہ نصف صاع گیہوں حاصل کرکے ایک نماز کا فدیہ کسی محتاج کو دے پھر یہہ گیہوں اوس سے ہبہ مانگے ایسطرح برابر کرتا رہے یہانتک کہ سب نمازوں کا اور سب روزونکے فدیات ادا ہو جاویں۔ اور محتاج کو برابر ہبات کثیر کا ثواب ملتا رہیگا۔ السراجیہ واضح ہو کہ یہہ بہت غنیمت مسئلہ ہے اور اسپر بہت اہتمام سے عمل کرنا چاہیئے یہانتک جیسے مولوی امیر علی صاحب مترجم فتاوےٰ عالمگیری و ہدایہ و تفسیر مواہب الرحمٰن کے ترجمہ ہدایہ سے منقول ہیں جو دیوبندی خیال کے تھے چند مسائل ہیں اور غائط الاوطار میں ہے کہ جس شخص نے اپنی عورت کو مطلقہ بطلاق ثلثہ

کر دیا ہو پھر وہ اوسی سے بعد حلالہ کے نکاح کرنا چاہے اور ڈرتا بھی ہے کہ مبادا محلل حلالہ نکال کر
اوس عورت کو طلاق نہ دیگا تو حیلہ ۱۲ یہہ ہے کہ محلل سے تعلیقاً نکاح اس شرط پر کرے کہ اگر میں
اس عورت سے جماع کروں تو یہہ اوسیوقت مطلقہ ہو جاوے گی تو جب وہ اوس سے مجامعت
کریگا تو وہ عورت اس حیلہ سے خود بخود بغیر طلاق دینے کے مطلقہ ہو جاویگی۔ اور مولٰینا مولوی عبد اللہ
لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انواع میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں خورش حلال
میسر نہیں ہوتی تو اسطرح سودا کر دینا چاہیئے کہ اودھار لیکر پیچھے قیمت اوسکی ادا کر دے پس یہہ
ایک حیلہ صاف حرام سے بچنے کے لیئے باعث ثواب ہے اور غیر مشروعات اور حرامکاری کے
حیلہ کرنا گناہ ہے۔ جیسا پیچھے ذکر ہوا۔ حیلہ ۱۵ خیرات الحسان میں امام ابن حجر مکی ہیثمی رحمۃ اللہ
علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ سے عرض کیا کہ آپ
کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے حق میں جو اپنی عورت کو کہے ایسی حالت میں کہ اوسکے ہاتھ پانی
کا پیالہ ہو کہ اگر تو اس پانی کو پی لیوے یا کسیکو دے دیوے یا زمین پر گرا دیوے یا زمین پر رکھ دیوے
تو تجھکو طلاق ہے اسپر کیا حیلہ کرے فرمایا کہ اپنے کپڑے کو پیالہ میں ڈال دیوے یہانتک کہ وہ کپڑا
تمام پانی جذب کر لیوے دیکھو اس حیلہ سے عورت مذکور طلاق سے بچگئی سیف المقلدین ص۱۶۵ وہی
علامہ ابن حجر مکی شافعی اوسی کتاب میں فرماتے ہیں حیلہ ۱۶ کہ ایک بار حضرت امام ابو حنیفہ رضی
اللہ عنہ نے اپنی منکوحہ پر دوسری منکوحہ کی پس جب یہ خبر پہلی بیوی کو پہونچی تو وہ آپ کے پاس
آئی اور عرض کی کہ جبتک آپ نئی بیوی کو طلاق نہ دوگے میں آپ سے مصاحبت نہ کروں گی
یہ سنتے ہی امام صاحب نے حیلہ سوچا اور نئی بیوی کو سمجھایا کہ جسوقت میں پہلی بیوی کے پاس ہونگا
تو اوسوقت میرے سے یہ مسئلہ پوچھیئے کہ آیا عورت کو حق ہے کہ اپنے خاوند کو اپنے سے جدا کر دے پھر
نئی بیوی نے ایسا ہی کیا اور خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ میں ایک اجنبی عورت ہوں محض
ایک مسئلہ پوچھنے کے لیئے حاضر خدمت ہو کر سوال کیا امام صاحب بات سنکر پہلی بیوی جو مادر
حماد تھی کہا کہ تیری خاطر طلاق دینا نئی بیوی کو ضروری ہے یعنے اگرچہ عورت کو شرع شریف میں خاوند
کی مصاحبت ترک کرنی جائز نہیں مگر جبتک تم نئی بیوی کو طلاق نہ دوگے آپکے ساتھ مصاحبت
نہ کرونگی حماد کی والدہ آپ کی زوجہ اول نے نہ جانا کہ سائلہ آپ کی نئی بیوی ہے تو امام رضی اللہ عنہ
نے زوجہ اول کی خوشنودی کے لیئے اوسکو فرمایا کہ کل امرأۃ لی خارج ہذا الدار فہی طالق
ثلاثاً یعنے جو میری منکوحہ اس گھر سے باہر ہے اوسکو تین طلاق دئے۔ یہ بات سنتے ہی مادر حماد راضی
ہو گئی اور نئی بیوی بھی مطلقہ نہ ہوئی کیونکہ نئی زوجہ اوسوقت داخل دار تھی نہ خارج دار۔ حیلہ ۱۷
ایسا ہی کتاب مطلع العلوم سے صاحب سیف المقلدین نے ص۱۶۵ میں تحریر فرمایا کہ ایک جوان ایک

ہوئے بدیں الفاظ دعا مانگے اللہم تقبل عن ام معاذ اے اللہ اسکو معاذ کی ماں کیطرف سے قبول فرمایئے اور یہیجے جب نبی علیہ السلام کے فرزند ابراہیم فوت ہوئے تو ابو ذر غفاری رض کچھ اونٹنی کا دودھ
جسمیں خرما اور جو کی روٹی ملیدہ کی ہوئی تھی حضور کی خدمت میں لائے حضور علیہ السلام نے الحمد شریف اور قل شریف ۳ مرتبہ اور امن الرسول پڑھکر دعا مانگی ۔ اور اپنے ہاتھوں کو
باقی صفحہ ۹ پر

فقیہ کے پاس آیا او عرض کی کہ میں ایک عورت جمیلہ پر مبتلا ہوں اور میرے ساتھ اس شرط پر نکاح
کرتی ہے کہ پہلی عورت کو مطلقہ کردے حالانکہ اوسکے مطلقہ کرنے سے میرے خانگی امورات میں
حرج ہے لہذا آپ کوئی ایسا حیلہ فرماویں کہ جس سے وہ پہلی بھی مطلقہ نہو اور یہ محبوبہ بھی خوش
ہوکر نکاح سے مانع نہو تو فقیہ صاحب نے فرمایا کہ پہلی منکوحہ کو گورستان میں بھیجدو اور اپنی محبوبہ کے
وارثوں کو کہدو کہ میری جو منکوحہ گورستان سے باہر ہے اوسکو مینے تین طلاق سے مطلقہ کیا پس
اوسکی محبوبہ اور اوسکے وارثوں نے سمجھا کہ گورستان میں تو مری ہوئی عورتوں سے ہوگی پس اونہوں
نے نکاح کردیا حیلہ ۸ التفسیر وجیز فضائل آیہ کرسی میں مصنف نے ذکر کیا ہے کہ ایکدفعہ امام محمد
رضی اللہ عنہ کو ایک شربت کی حاجت تھی قفاع یعنے عطار کے پاس آپ تشریف لیگئے اور اپنے دو مسئلہ
کے عوض آپنے شربت طلب کیا۔ قفاع پنساری نے کہا مجھے مسئلوں کی ضرورت نہیں بغیر دام شربت
نہ دونگا۔ اتفاقاً اپنے رزق کے گھمنڈ پر پنساری نے قسم کھائی کہ میں اپنی دختر کے جہیز میں جو کچھ
دنیا میں ہے دونگا اگر نہ دوں تو میری عورت پر تین طلاق پھر سوچ و چار کرنے کے بعد لاچار
ہوکر اسنے عالموں سے دریافت کیا۔ تو تمام عالموں نے اسکے حانث ہونے اور انکی عورت کے مطلقہ
ہونے کا فتوے دیا کیونکہ دینا جمیع مافی الدنیا کا ممکن نہ تھا متحیر ہوکر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس
آکر مسئلہ پوچھا آپنے فرمایا جب مینے تجسے شربت طلب کیا تھا۔ تو اسوقت ایک انمیں یہی مسئلہ
تھا کہ تجھے سکھاتا تھا مگر تمنے اسوقت علم کی قدر نہ کی اب بغیر ہزار دینار کے ہرگز نہیں بتا سکتا
بحکم ضرورت اسنے ہزار دینار بھی دی اور منت سماجت بھی کی۔ تو آپنے فرمایا قرآن مجید جہیز میں
دیدے تاکہ قسم سے بری ہوجاوے۔ بعض علماء وقت نے اس مسئلہ کی دلیل پوچھی تو آپنے فرمایا
خدائتعالے نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِيْنٍ سیف
المقلدین ص۲۷ حیلہ ۹ خیرات الحسان میں ہے کہ کسی شخص نے امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے
پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو جو زینہ پر چڑھ رہی تھی۔ کہا اگر تو اوپر چڑھے تو بھی تجھے طلاق
اگر نیچے اترے تو بھی طلاق۔ اس طلاق سے بچاؤ کا کیا حیلہ کیا جاوے تاکہ طلاق نہ واقع ہو آپنے
فرمایا عورت کو زینہ سے اتارا جاوے یعنے کوئی دوسرا آدمی یہ حیلہ کرے یا صرف عورت
کو معہ زینہ کے اٹھا کر زمین پر لٹا دیویں۔ ہر دو صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ ہر دو
صورت میں عورت مذکورہ نے وہ فعل خود نہیں کئیے۔

اور یہ حیلہ بھی حرام سے بچنے کے لیئے ہے۔ کیونکہ بیگناہ کو مطلقہ کرنا حرام ہے۔ اور حیلہ ۱۰ کتاب
نقرہ کار سے ایک فقیر نے اپنی کتاب احسن القصص جلد ۲ تفسیر نبوی میں ایک ولی کامل بلکہ اکمل
کا ایک زانیہ کو زناہ سے بچانے کے لیئے حیلہ کرکے اوسکو سچی توبہ کرانا ص۲۵۹ و ۲۶۰ میں تحریر فرمایا ہے جسکا

حسب ذیل ہے۔ حضرت منصور عمار ولی اللہ کا ایکدن کسی کوچہ سے گذر ہوا تو دیکھتے ہیں کہ ایک عورت کو ایک مرد کہہ رہا تھا کہ جو شخص تجھے دو درہم دیوے اوس سے ہمبستر ہوگی۔ یا نہیں تو عورت خرچی مذکور پر خوش ہو کر زانی کے ہمراہ ہو گئی۔ ولی نے سوچا کہ دونوں زناہ کرینگے اور اسکی نحوست سے ملک الٰہی میں طاعون وقحط وغیرہ بلائیں نازل ہونگی تو ولی اللہ نے حیلہ کیا کہ وہاں سے جلدی جلدی چلدیئے اور کسی دوسرے راستہ سے عورت مذکورہ کو آگے ہو کر ملے اور فرمایا۔ کہ جو شخص تجھے چار درم دیوے اُسکے ہمراہ چلیگی یا نہیں پس عورت زائد اجرت پر خوشی ہو کر دو درم والے کو چھوڑکر اوس بزرگ کے ساتھ چلی گئی پس جب رات کو خلوت گاہ میں اوسے لے گئے اور آپنے نفل نماز شروع کر دی۔ بعد سلام کے پھر ویسا ہی نماز میں مشغول ہو گئے۔ یہانتک کہ صبح صادق قریب ہو گئی۔ تو زانیہ عورت نے کہا کہ اب وقت تھوڑا رہ گیا اور آپنے اجرت بھی دی ہے پھر اپنا وہ کام نہیں کرتے فرمایا کہ چار گواہ موجود ہیں اور قاضی بھی حاضر ناظر ہے۔ لہذا ہم سے یہ فعل نہیں ہو سکتا عورت بولی کہ یہاں کوئی آدمی نہیں دیکھتا اور نہ کوئی قاضی نظر آتا ہے فرمایا دو فرشتے نیکی بدی لکھنے والے تیرے ساتھ اور دو میرے ساتھ وہ چار گواہ اور خود حق تبارک وتعالیٰ قاضی حکم کنندہ حاضر وناظر ہے جس سے کوئی شئے پوشیدہ نہیں۔ دوسرا اس تھوڑے سے عرصہ کی لذت کے عوض عمر بھر کا رونا اور عذاب الٰہی دوزخ جھانکنا کونسی عقل کی بات ہے یہ سنکر زانیہ کے پردے کھل گئے اور سچی توبہ کر کے خدا تعالیٰ کے خاص بندوں میں داخل ہوئی اب فرمائیے ایسے حیلے کرنے کرانے گناہ ہیں یا ثواب۔ خود ہی انصاف فرماویں اور حیلہ اسقاط سے احیا و اموات دونو کو فائدہ ہے یا نہیں اور تھوڑی چیز کو خدا بڑھا کر میت کو اپنے فضل و کرم سے قبول فرما کر بخشنے پر قادر ہے یا نہیں لہذا ارشاد ہوا کہ جس حیلہ سے بھی مسلمانوں کو فائدہ پہونچے اور حرام ومکروہات سے بچے وہ حیلہ جائز ہے۔ اور جس حیلہ سے حرام ومکروہ میں پڑجاوے وہ حیلہ منع ہے۔

ہاں ایسا حیلہ کرنا کہ زکوٰۃ کا مال گھر کا گھر ہی میں رہے وہ بہت بُرا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے زکوٰۃ کا مال روپیہ نکالکر گھڑے میں ڈالکر اوپر اوسکے گندم کے دانے ڈال دیئے اور کسی فقیر کو کہا کہ یہ زکوٰۃ کا مال قبول کر جب اُسنے مال مذکور اپنے قبضے میں لے لیا تو وہ اوسکا مالک بنگیا پھر فقیر مذکور کو کہا کہ تو گندم کو آخر کہیں فروخت کریگا اسکی قیمت جو مانگتا ہے میرے سے ہی لے لے تو جو کچھ طلب کی لیکر مزکی زکوٰۃ کے حوالہ کر دیا۔ تو اس حیلہ سے مال زکوٰۃ پھر واپس کر لیا۔ یہ نہایت خست اور بخیلی ہے۔

اور حیلہ اسقاط میت اسمیں بہت فائدے ہیں ایک مساکین کا دوسرا اموات کا۔ تیسرا اسمیں کو ہر بار

کرنے کا اور اللہ تبارک و تعالے تھوڑے صدقہ کو بہت کر دیتا ہے۔ لقولہ تعالے مَثَلُ الَّذِینَ
یُنفِقُونَ اَمْوَالَھُمْ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِی کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ
حَبَّۃٍ ط وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط یعنے خدا تعالے کے رستہ میں
خرچ کرنے والوں کی مثال مثل دانہ کی ہے کہ ایک دانہ سے سات بالیں ہر بال میں سو دانہ اور
اللہ تعالے دُگنا فرما دیتا ہے واسطے جسکے چاہے اور اللہ فراخ کرنے والا جاننے والا ہے۔ ف
یعنے ایک سے سات سو بلکہ جسقدر زیادہ اخلاص ہو اوسیقدر زیادہ ترقی ہوتی جاتی ہے حق تعالے
اور صدقات کو بڑھا دیتا ہے قولہ تعالی یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ مگر
اخلاص اور نیک نیتی شرط ہے لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنے عملوں
کا ثمرہ اور نتیجہ نیتوں پر ہی موقوف ہے۔ خیال فرمائیے۔ کہ آدمی اپنی منکوحہ سے ہمبستری اگر
محض لذت خواہش نفسانی کے لیئے کرے تو ثواب کا مستحق نہ ہوگا۔ اور اگر اولاد صالح اور امت
محمدیہ کے بڑہنے کا خیال ہو تو لذت بھی حاصل ہوگی اور ثواب عظیم کا مستحق بھی ہوگیا۔ اور کھانا
پینا اور بیوی بچوں کا کھلانا پلانا اگر اوسمیں بھی نیت خیر نہیں تو کچھ ثواب نہیں اور اگر اللہ تبارک
و تعالے کیطرف متوجہ ہو اور نفس کو دباوے اور نیت کرے کہ اللہ تعالے کی رضامندی کے لیے
اونکی پرورش و راحت رسانی کرتا ہوں تو وہ لذائذ حلوا پوری وغیرہا تمتع اسکے واسطے نعم البدل آخرت
میں بھی ہوجاوینگے۔ تیسرا کسی شخص نے مسجد کے قریب مکان بنایا اور مسجد کیطرف دریچہ رکھا ہوا ہو کہ
اور روشنی کے لیئے تو اسمیں ثواب نہیں اگر یہہ نیت کرلیتا کہ اس سوراخ سے مؤذن کی اذان کا
آواز آوے اور میں بھی نماز با جماعت ادا کرونگا تو کسقدر ثواب ہے۔ چہارم ایک شخص موسم حج میں مکہ
معظمہ کا سفر واسطے تجارت کے کرتا ہے اور تجارت کی تابع حج کو بھی کرتا ہے۔ اگر نیت حج کی کرتا اور
سوداگری کو تابع حج کی کرتا تو کسقدر ثواب تھا پس ایسی ہر ایک کام میں نیت نیک کرنی چاہیئے
ایک کام ہوتا ہے کہ حسب نیت وہی نیکی بنجاتا ہے اور وہی گناہ جیسے شارع عام میں مسجد کے
راستہ کیطرف ایک شخص نے باین نیت لکڑی گاڑ دی کہ اگر کوئی سوار سواری پر آوے
اور نماز پڑہنے کے وقت اپنے مرکب کو اس لکڑی سے باندہ کر نماز ادا کرے تو اوسکو ثواب
لکڑی گاڑنے کا ملجاویگا۔ دوسرے شخص نے اوس لکڑی کو اوکھیڑ ڈالا کہ مبادا کوئی نابینا آدمی اس سے
اڑک کر گرے نہیں اور تکلیف نہ اوٹھاوے تو اوسکو بھی ثواب حاصل ہوگیا۔ پس ہر کام موقوف نیت
پر ہوتا ہے۔ کبھی وہی غذا بہ نیت غزا و جہاد کے بوجہ کمزوری دماغ قوی و لذیذ غذا کھاتا ہے تو اللہ
تبارک و تعالے اوسکو بھی ثواب جزیل عطا فرماتا ہے بخلاف بد باطن تن پرور کے جسکو آخرت کا فکر
نہیں اور ناسمجھ آدمی شامت نفس سے اپنے انجام کار سے غافل رہتا ہے۔ پس حیلہ اسقاط میت

موقوف بر نیت ہے۔ اگر وارث میت کیطرف سے فدیہ نماز روزے کا ادا کرکے اوسکو سبکدوش کرنے کی نیت سے کرتا ہے تو دونوں کو ثواب جزیل ہے لیکن اگر ریا و سمع یا بخوف برادری یا کسی اور غرض دنیاوی سے ہے تو ضلالت ہے۔ اسمیں کچھ ثواب ہے نہ فدیہ ادا ہوا پس خلاص شرط ہے۔
ہر ایک سے نیت دریافت کرنا شارع علیہ السلام سے پایا بھی نہیں گیا بلکہ قرآن مجید نے تعلیم فرمائی ہے کہ مسلمانوں پر ظن حسن رکھیں اور بدظنی سے بچیں لقولہ تعالیٰ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ خَیْرًا اور بدظنی کرنا گناہ ہے۔ پس منکرین ناحق مسلمانوں پر بدظنی کرکے روسیاہ ہوتے ہیں بلکہ اصل اسقاط کے حیلہ سے جو قرآن واحادیث وتفاسیر وکتب فقہ سے اظہر من الشمس ہے اوس سے انکار کرکے اپنا منہ کالا کرتے ہیں خدا جانے کس منہ سے عامل قرآن وحدیث کے مدعی بنتے ہیں۔ حقتعالےٰ فرقۂ منکرین کو ہدایت عنایت فرماوے تو کہ قرآن وحدیث کی مخالفت نہ کریں۔ اور علاوہ عداوت اخیار مومنین کے فوتوں سے کرنے لگ گئے ہیں جو غریب کیطرح پس ماندوں کو جھانکتے ہیں کہ کوئی ہمکو نفع پہونچاوے یا منکرین سمجھتے ہیں کہ اموات مثل پتھر کے ہوجاتے ہیں۔ مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ اسیواسطے وہابیہ مرزائیہ دیوبندیہ فوتوں کیطرف سے ختم ثنا اور اسقاط وغیرہ نہیں کرتے۔ اور یہ مسائل اپنے موقعہ پر مذکور ہونگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

فصل دوم

میت کیطرف سے نماز روزوں فوت شدہ کا فدیہ ادا کرنے کے ثبوت میں قولہ تعالےٰ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ سورہ بقرہ شریفہ پ۲ ترجمہ لازم است بر آنکہ مے توانند روزہ واشتن فدیہ کہ عبارت خوراک یک درویش است فتح الرحمان ترجمہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ عنہ مولوی وحید الزمان کے ترجمہ اردو میں جو شیخ احمد وہابی نے اپنے مطبع احمدی میں طبع کرایا ہے حسب ذیل ہے۔ اور جنکو روزے کی طاقت ہی نہیں تو وہ ہر روزے کا بدلہ کا ایک محتاج کو کھانا دیں ص۳۷ پھر صفحہ مذکور کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ بوڑھا ضعیف یا ایسا بیمار جسکو اچھا ہونے کی امید نہو نصف صاع گیہوں کا یا ایک صاع دوسرے اناج یا کھجور سے دے۔ اور مولوی عبد الحق مؤلف تفسیر حقانی خلاصہ تفسیر حقانی علے القرآن میں بحوالہ تفسیر کبیر لکھتے ہیں يُطِيْقُوْنَهٗ کے یہ معنے ہیں کہ وہ تکلیف اور مشقت سے ساتھ روزے رکھ سکتے ہوں اور مؤید ہے اسکو عکرمہ اور ایوب اور عطاء کی وہ قرأت کہ جسمیں وہ يُطَوَّقُوْنَهٗ ہے پس اوس شخص کے لیے جو مشقت سے روزہ رکھ سکے یہی حکم ہے کہ وہ ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ دے۔ چنانچہ شیخ فانی کا یہی حکم ہے اور امام شافعی کہتے ہیں کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی جب روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو فدیہ دے اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ یہ پھر قضا روزے رکھ سکتے ہیں بخلاف شیخ فانی کے پس یہ فدیہ کا حکم خاص

سلہ اسی طرح مترجم نے حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ بیان کرکے ایک حدیث کا ترجمہ لکھا ہے جس سے حیلۂ اسقاط کا بخوبی ثبوت ہوتا ہے اور وہ حدیث مذکور ہو چکا ہے۔ فقط عبد الحئی

وسی کے لیئے ہے۔ پس آیت یُطِیْقُوْنَہٗ کو آیت فَمَنْ شَہِدَ مِنْکُمُ الشَّہْرَ فَلْیَصُمْہُ سے منسوخ قرار دینا
بیفائدہ ہے اور اسیطرح لامقدر ماننا اور ہمزہ کو سلب کے لیئے کہنا لاحاصل ہے وَالَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ سے مراد مسافر
اور بیمار ہیں پھر اونکی دو حالتیں ہیں ایک یہہ کہ روزہ کی طاقت نہیں رکھتے سو اوسکا حکم خدا تعالے
نے فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ میں ظاہر کر دیا کہ اور دنوں میں رمضان کی قضا کرلیں۔ دوسری حالت
طاقت کی ہے سو اسمیں اُنکے لیئے یہ حکم فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ کہ فدیہ دیکر چاہے روزہ رکھیں
یا نہ رکھیں دونوں میں اختیار ہے تفسیر کبیر خلاصہ تفسیر حقانی علے القرآن صـ ۲۹ اور مولوی نواب
صدیق حسن خاں بھوبھالی اپنی کتاب افادۃ الشیوخ فی مقدار الناسخ والمنسوخ مطبوعہ لاہور کے صـ ۱۲ میں
آیت مذکورہ کے وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں و باقی حال عدم نسخ آیت ارجح است بر نسخ وبہ
توجیہ صاحب فوز الکبیر و قول وفعل جمعے از صحابہ واللہ اعلم۔ اور یہی نواب مذکور شرح درر البھیہ عربی کے
صـ ۱۰۲ میں لکھتے ہیں و ثبت الاطعام للکبیر الذی لا یستطیع الصیام واخرج البخاری
الکبیرۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال لیس ھٰذہ الآیۃ منسوخۃ وھی للشیخ الکبیر
والمرءۃ الکبیرۃ ان یفطرا ویطعما لکل یوم مسکینا واخرج الدارقطنی والحاکم وصححہ
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال رخص للشیخ الکبیر ان یفطر ویطعم لکل یوم مسکینا
ولا قضاء علیہ وھذا عن ابن عباس رضی اللہ عنہما تفسیر لما فی القرآن مع ما فیہ من الاشعار
بالرفع فکان ذالک دلیلا علی ان الکفارۃ ھی اطعام مسکینا من کل یوم من کل صلوۃ
نصف صاع انتھے یعنے غیر مقلدین کے امام نے اپنی کتاب میں کہا جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے بہرحال
یہہ آیت منسوخ نہیں جیسے حضرت شاہ ولی اللہ نے فوز الکبیر میں فرمایا ایک جماعت صحابہ کے قول وفعل
کے موافق اور ایسے ہی بوڑہے کے لیئے جو روزہ رکھنے سے معذور ہو اوسکو کھانا دینا ثابت ہے اور ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے بخاری نے نکالا کہ بوڑہے مرد اور بوڑہی عورت کے حق میں یہ آیت
منسوخ نہیں یہہ دونو صدقہ فطر کیطرح ہر دن ایک مسکین کو کھانا دیا کریں یہ حاصل مطلب ہے دونو عبارتوں
کا اور امام ابن حجر عسقلانی تلخیص الحبیر مطبوعہ انصاری دہلی کے صـ ۱۹۶ میں حدیث نقل فرماتے ہیں۔
حدیث ابن عمر من مات وعلیہ صیام فلیطعم عنہ مکانہ کل یوم مسکین وھی روی
مرفوعا وموقوفا الترمذی عن قطیبۃ عن عبثر عن القاسم عن اشعث عن محمد وھو
عبد الرحمن عن نافع عن ابن عمر یعنے ترمذی نے خطیبہ سے اوسنے عبثر بن قاسم سے اوسنے اشعث سے
اوسنے محمد بن عبد الرحمن سے اوسنے نافع سے اوسنے ابن عمر سے موقوف حدیث بیان فرمائی کہ جو مر گیا اور
اوپر اُسکے روزے ہیں۔ پس چاہیئے کہ اوس میت کیطرف سے کھانا دیا جائے ہر دن ایک مسکین کا اور یہی
محدث ابن حجر لکھتے ہیں رواہ النسائی فی الکبیر باسناد صحیح عن ابن عباس لا یصلی احد عن احد

احد ولا یصوم احد عن احد وروی عبد الرزاق مثله عن ابن عمر وفی البخاری فی باب النذر
عنهما تعلیقا الی قوله وفی الدارقطنی ولفظه من ادرك رمضان وعلیه من رمضان شیء
فلیطعم مکانه کل یوم مسکینا مدا من حنطة واخرج الطحاوی وزاده انه لا یقضی وقال ابن حزم
روینا عدم القضاء عن ابن عمر من طرق صحیحة یعنے امام نسائی نے کبیر میں صحیح اسناد سے حضرت ابن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ کوئی کسیکی طرف سے نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے اور
روایت کی عبد الرزاق نے مثل اوسی کے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے اور بخاری کے باب
النذر میں دونوں ر روایت تعلیقاً اوس قول تک اور دارقطنی میں یہ لفظ بھی ہیں کہ جس شخص نے
پایا رمضان اور اوسکے ذمے رمضان سے کچھ روزے رہ گئے پس چاہیے کہ وہ کھانا بمقابلہ ہر ایک دن
کے مسکین کو ایک مد گندم دیوے اور اخراج کیا امام طحاوی نے اور زیادہ کیا اوسنے کہ البتہ نہیں قضا
کیا اوسنے کہا ابن حزم نے روایت کرتے ہیں نہ قضا کیا اوسنے دینے میت کے ذمے جو روزے رہ
گئے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے صحیح طریقوں سے۔ اب اگر اطمینان نہ ہوا ہو تو اپنے ہی
علامہ ابن قیم سے سند لیجیے۔ کہ نواب صدیق حسن خاں اپنی کتاب شرح دررہیہ کے صلہ میں اوس سے
نقل کرتا ہے قال ابن قیم فی اعلام الموقعین وصح عنه صلی اللہ علیه وآله وسلم انه قال من مات
وعلیه صوم صام عنه ولیه فطائفة حملت هذا علی عمومه واطلاقه وقال یصام عنه
النذر والفرض وابت الطائفة ذلك وقالت لا یصام عنه نذر ولا فرض وفصلت طائفة فقالت
یصام النذر دون الفرض الاصلی وهذا قول ابن عباس واصحابه وهو الصحیح لان فرض
الصیام جار مجری الصلوة فکما لا یصلی احد عن احد ولا یسلم احد من احد فکذلك
الصیام خلاصہ ترجمہ کہا ابن قیم نے کتاب اعلام الموقعین میں اور صحیح ہوا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے کہ جو شخص مرگیا حالانکہ اوسکے ذمے روزے ہیں تو اوسکی طرف سے اوسکا ولی روزے
رکھے پس ایک گروہ نے حدیث کے عموم ظاہری الفاظ پر ہی عمل کیا اور کہا روزے فرضی اور نذر کے
ولی میت میت کیطرف سے رکھے اور ایک گروہ نے انکار کیا اور کہا کہ نہ رکھے ولی میت روزہ فرض
اور نذر اور کہا ایک گروہ نے کہ روزے نذر رکھے اور فرضی روزے نہ رکھے اور فیصلہ کیا۔ اور یہی قول
۔ابن عباس اور اوسکے یاروں کا ہے . . . . اور یہی صحیح ہے اسلیئے
کہ روزہ فرض قائمقام نماز کے ہے۔ پس جیسے کوئی ایک دوسرے کیطرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا
اور اسلام نہیں لاسکتا ویسا ہی کسی کیطرف سے کوئی روزہ نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ جب میت نے اسقاط کی وصیت کی ہو تو اوسکے مال متروکہ سے تیسرے حصے سے
ادا کرنا اسقاط کا واجب اور اگر میت نے وصیت نہیں کی تو اوسکے وارث اگر زائد علی الثلث مال

سے بطرق اسقاط کریں تو بھی ثواب ہے اور حکم کیا جاوے اوسکے جواز پر اسیواسطے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے وارث کے تبرع میں فرمایا یجزیہ انشاء اللہ تعالیٰ کما فی کتب الفقہ اور شیخ محقق محمد عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ کتاب الصوم کے باب القضاء میں فرماتے ہیں دیکھو مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۰۲ جلد ۲ کسیکہ بمرد و بروے صوم واجب بود جمہور علما برآنند کہ جائز است و متعین است اطعام کہ آنرا فدیہ گویند و باین قائل شدہ امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی و اصح قولین نزد اکثر اصحاب وے پس نزد ما اگر وصیت کند میت پس گرفتہ شود از ثلث مال و نزد شافعی کند یا نکند پس گرفتہ شود از کل مال یعنے نزدیک شافعی در حقوق عباد و در باب دین ہیچ فرق نیست بخلاف مذہب علما اور ایسا ہی مظاہر حق شرح مشکوٰۃ کے صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ میں لکھتے ہیں من مات وعلیہ صوم صام عنہ ولیہ متفق علیہ روایت ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص مرے اور اوسپر ہو روزہ تو روزہ رکھے یعنے فدیہ دے اوسکی طرف سے وارث اوسکا ف دیکھو مؤلف نے روزہ کے معنے فدیہ موافق دوسری حدیث کے کیئے ہیں جو فصل ثالث کے شروع میں ہے۔ عن نافع عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات وعلیہ صیام شہر رمضان فلیطعم عنہ مکان کل یوم مسکین رواہ الترمذی وقال والصحیح انہ موقوف علی ابن عمر روایت ہے نافع سے کہ نقل کی اوس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اوسنے نقل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ جو شخص مرے اور اوسپر روزے ہوں مہینہ رمضان کے پس چاہیے کہ کھانا کھلاوے اوسکی طرف سے بدلے ہر روزہ کے ایک مسکین کو اور نقل کی یہہ حدیث ترمذی نے اور کہا صحیح یہہ ہے کہ یہہ موقوف ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر یعنے یہ قول ہے ابن عمر کا ف بدلے ہر روزہ کے مسکین کو یعنے دو سیر گیہوں یا چار سیر جو یا قیمت انکی اور یہ ناسخ حدیث اول کی ہے اور مؤول تاویل کی گئی ہے ساتھ اسکے جیسا کہ کہا گیا اور یہہ موقوف بیچ حکم مرفوع کے ہے اور مانند اسکی نہیں کہا جا سکتا۔ مولوی نواب قطب الدین صاحب مؤلف مظاہر الحق نے فیصلہ کر دیا کہ صام عنہ ولیہ یعنے میت کیطرف سے ولی اوسکا . . . .

فدیہ دیوے کیونکہ فدیہ قائم مقام روزہ کے ہے بحکم حدیث دیگر اسیواسطے جمہور کا یہی مذہب ٹھیرا اور اسیکو بڑے بڑے مجتہدین و محدثین نے صحیح فرمایا چنانچہ وہابیہ کے مجتہد منجملہ جنکے ابن قیم و نواب بھوپال و وحید الزمان و صاحب تفسیر حقانی و حافظ لکھوی وغیرہم اور ایسا ہی مصفے شرح مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ دیکھو اوسکا صفحہ ۲۳۹ مطبوعہ فاروقی دہلی باب ہل یصوم احد عن احد آیا روزہ گیرد کسے عوض دیگر مالک انہ بلغہ ان عبد اللہ بن عمر کان یسئل ہل یصوم احد عن احد و یصلی احد عن احد فقال لا یصلی

احدٌ عن احدٍ ولا یصوم احدٌ عن احدٍ عبداللہ ابن عمر سوال کردہ میشد آیا روزہ گیرد کسے عوض
کسے میگفت نماز نگذارد کسے عوض کسے و روزہ مدارد کسے عوض کسے مترجم گوید ایں تعقب کردہ بحدیث
بخاری عن عائشۃ من مات وعلیہ صوم صام عنہ ولیہ فقیر میگوید کہ ممکن است جمع درمیان
حدیث و اثرش میگوئم کہ معنے قول ابن عمر لایصوم احد الخ آنست کہ کسے عوض کسے روزہ مدارد در حال
حیات باں معنے کہ مریض یا شیخ فانی غلام خود را یا پسر خود را فرماید کہ عوض او روزہ بگیرد تا بار صوم از
وی سبک گرداند بخلاف حج کہ در حال ضرورت کسے عوض دیگر حج را بجا میتواں آورد واللہ اعلم اور
اسی صفحہ میں فرماتے ہیں کہ انس بن مالک توانائی برابر روزہ گرفتن پس فدیہ میداد قال مالک ولا ادری
ذلک واجبا واحب الی ان یفعلوا انکان قویًا علیہ فمن افتدیٰ فانما یطعم مکان کل
یوم مدا بمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت مالک نمی بینم ایں طعام را واجب و دوست
تر است نزدیک من آنکہ بکند آنرا یعنے اطعام را اگر باشد قادر بروے پس کسیکہ فدیہ دہد غیر ازیں نیست
کہ طعام دہد بجائے ہر روزہ یک مد را بمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مترجم گوید کہ در حکم شیخ کبیر السن
است کسیکہ ضعف دارد یا جبلی یا عارضی کہ شفا ازاں متوقع نیست وقوت ہر صوم باں خلف نمیدارد
و آیا ایں فدیہ بر سبیل وجوب است یا بر سبیل استحباب شافعی را دریں مسئلہ دو قول بہم آمدہ اظہر آن
است کہ بر سبیل وجوب است زیرا کہ عوض قضا است و بقیاس اطعام از مردہ و اگر کسے اطعام نتواند یا از
ذمہ او مطلقاً ساقط میشود یا نیافتن قدرت ظاہر اول است مانند صدقۃ الفطر اور مشکوۃ باب القضا
میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے حاشیہ پر فرمایا حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے قولہ صام عنہ
ولیہ اخذ قوم بظاہر الحدیث فاجازوا ان یصوم عنہ ولیہ وبہ قال احمد وھو احد قولی الشافعی
وصححہ نووی وقال بعض الشافعیۃ یختیر بین الصوم والافطار وذھب الجمھور الی انہ
لا یصوم عنہ وبہ قال ابوحنیفۃ ومالک والشافعی فی اصح قولیہ عند اصحابہ واولوا
الحدیث بان المراد اطعام ولی عنہ وتکفیرہ عنہ فعندنا ان اوصی فیؤخذ من الثلث
وعند الشافعی اوصی اولم اوصی فیؤخذ من کل مالہ حاشیہ مشکوۃ صنہ ۱ مطبوعہ
گلزار محمدی لاھور اور بخاری جلد اول باب وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ اسکے حاشیے میں فرماتے ہیں
وھذا حدیث صریح علی جواز الصوم عن الغیر والجمھور علی خلافہ ولذلک اول بعضھم
بحملہ علی معنے انہ یتدارک ذلک ولیہ بان الاطعام فکانہ صام۔ حاشیہ سندھی علی البخاری
صہ ۲۳ مطبوعہ مصر اور عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد پنجم صہ ۲۸۷ میں فرماتے ہیں بعد
ذکر کرنے مذہب جمہور کے قال الطحاوی حدثنا روح ابن الفرج حدثنا یوسف بن عدی حدثنا
عبداللہ بن حمید عن عبدالعزیز بن رضیع عن عمرۃ بنت عبدالرحمن قلت لعائشۃ

مسئلہ: اگر میت صدقات و اسقاط کی وصیت کر جاوے تو اس کی طرف سے اسقاط و صدقات صحیح ہیں لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان سعد سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امی ماتت ولم توص افانفعھا ان تصدقت عنھا قال نعم رواہ النسائی حضرت سعد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی ہیں اگر اس کی طرف سے صدقہ کروں تو فائدہ ہوگا فرمایا ہاں روایت کیا اسکو نسائی نے صہ ۱۴۷

إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامُ رَمَضَانَ أَيَصْلُحُ أَنْ يُقْضَى عَنْهَا فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنْ تَصَدَّقِي مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ عَلَى مِسْكِيْنٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِكِ وَهٰذَا سَنَدٌ صَحِيْحٌ وقد اجمعوا على انہ لا یصلی احد عن احد فکذٰلک لان کل منہما عبادۃ بدنیۃ وقال ابن القصار لما لم یجز الصوم عن الشیخ الھرم فی حیاتہ فکذا بعد مماتہ فیرد ما اختلف فیہ الی ما اجمع علیہ وحکی ایضا ابن قصار فی شرح البخاری عن المھلب انہ قال لو جاز ان یصوم احد عن احد فی الصوم یجاز ان یصلی الناس کان ذٰلک سائغا یجاز ان یؤمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عمہ ابی طالب لحرصہ علی ایمانہ وقد اجتمعت الامۃ انہ لا یؤمن احد عن احد فوجب ان یرد ما اختلف فیہ الی ما اجمع علیہ پھر اسی میں بعض بے ادبوں کے جواب فرماتے ہیں جنہوں نے خیال کیا کہ قول صحابی قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اجتہادی ہے۔ اسکی تردید میں فرمایا قلت الاحتمال الذی ذکر باطل لانہ لا یلیق بجلالۃ قدر الصحابی ان یخالف ما رواہ من النبی صلے اللہ علیہ وسلم لاجل اجتہادہ وحاش وقاس الصحابی ان یجتہد عند النص بخلافہ لانہ مصادمۃ للنص وذا لا یقال فی حق الصحابی فاما فتواہ بخلاف ما رواہ ان یکون لظہور نسخ عندہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح اسناد سے ام المومنین عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت کی ہے کہ عمرہ بنت عبد الرحمان نے دریافت کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے حالانکہ اوسپر روزے رمضان کے تھے کیا اگر میں اوسکیطرف سے روزے قضا کروں تو کیا یہ امر صلاحیت رکھتا ہے تو ام المومنین نے فرمایا نہیں ولیکن صدقہ ادا کر اوسکی طرف عوض ہر دن کے ایک مسکین کو یہہ بہتر ہے روزوں سے اچھا ہے (یعنے فدیہ روزوں سے بہتر ہے) اور سند اس حدیث کی صحیح ہے اور علما کا اجماع ہے اس امر پر کہ کوئی کسی کیطرف سے نماز نہ پڑھے۔ اسیطرح روزے ہیں اسلیئے کہ یہہ سب عبادت بدنی ہے اور ابن قصار نے کہا کہ جب روزہ بوڑھے یعنے شیخ فانی کیطرف سے اوسکی زندگی میں جائز نہیں اور بعد اسکی وفات کے بھی ناجائز ہو پس جو اس مسئلہ میں اختلاف کیا گیا ہے وہ لوٹایا جاوے طرف اوسکی جسپر اجماع ہے علمار کا اور حکایت کی ابن قصار نے شرح بخاری میں مہلب سے کہ کہا اوسنے اگر کسی کیطرف سے کسیکو روزہ رکھنا جائز ہوتا تو نماز بھی کسیکی طرف سے پڑھنی جائز ہوتی۔ نیز جائز ہوتا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا ابو طالب کیطرف سے ایمان لانا باوجود بڑی حرص کے اوسکے ایمان کیپر ایسا نہ کیا اور تمام امت کا اجماع اسپر ہے کہ کوئی کسیکی طرف سے ایمان نہ لاوے پس

ضرور ہوا ادا کرنا مختلف فیہ چیز کا طرف ما اجمع علیہ کی انکے قولہ میں کہتا ہوں کہ وہ احتمال جو معترض نے حضرت ابن عمر پر کیا ہے وہ باطل اور جھوٹ ہے۔ اسلیئے کہ نہیں لائق جلیل القدر صحابی کی شان میں یہ عقیدہ کہ اوسنے مخالفت کی ہے اوس حدیث کی جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اپنے اجتہاد سے حاشا و کلا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اوسنے اجتہاد کیا نص کی موجودگی میں بخلاف نص اسلیئے کہ وہ نص کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے پھر ایسا صحابی کے حق میں نہیں کہا جا سکتا اور فتویٰ ہے اونکا برخلاف حدیث مذکورہ کے اوسکی منسوخیت پر دال ظاہر ہو گا نزدیک اونکے یہ خلاصہ ہے عبارت عمدۃ القاری شرح بخاری کا ف پس جب صحابی پر ایسی بدظنی کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے تو احادیث کے وہی راوی ہیں پھر کیسے اعتماد ہو سکتا ہے کہ حدیثیں سب حضور کی ہیں احتمال ہو سکتا ہے کہ راوی نے اپنی طرف سے بات بنا کر انکے ذمے لگا دیں نعوذ باللہ من ذالک یہہ برا عقیدہ چکڑالیونکا ہے اور لیجیئے کہ وہابیہ دیوبندیہ کے امام چودہریں صدی اسمعیل دہلوی (مقتول)، مولف تقویۃ الایمان اپنی کتاب نور العینین میں لکھتا ہے قول الصحابی لیس بحجۃ کہ قول صحابی کا دلیل شرعی نہیں۔ یہہ نفسانی مقولہ مخالف ہے حدیث اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم کے دیکھو وہابیوں کے گرو گھنٹال نے ایک دفتر ہی احادیث کا اورا دیا محدثین تو تابعین کے قول کو بھی حجت مانتے ہیں اور یہہ ایسے جلیل القدر صحابیوں سے بیزار ہے اور نفس پرستی کا اسقدر غلبہ کہ خود بدولت وضعی احادیث کو فضائل اعمال میں قبول تحریر فرماتے ہیں۔ اپنے رسالہ اصول فقہ میں جو فقیر کے پاس موجود ہے جسکا دل چاہے دیکھ لیوے حالانکہ محدثین کے نزدیک ضعیف حدیث فضائل اعمال میں مقبول ہے نہ وضعی نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات حالانکہ حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا خود عمرہ بنت عبد الرحمان کیطرف سے روزہ رکھنے کی حدیث روایت کرتی ہیں کہ میت کیطرف سے صدقہ اور فدیہ بہتر ہے۔ جیسے روایت ہے طحاوی سے اور محمد انصاری سے عنقریب گذرا۔ اور روزوں اور نمازوں اور دیگر حقوق الٰہیہ فوت شدہ کے عوض میں میت کیطرف سے فدیہ دینا حافظ محمد لکھوی پنجابی وہابی نے بھی مان لیا ہے۔

چنانچہ اپنی تفسیر محمدی منزل اول کے صفحہ ۱۴۵ میں لکھتا ہے۔

ابن عباس قراءت ہوروں معنے اس تکلیفاں ۔۔۔ یعنے فرض جنہاں پر روزے قوت میں ضعیفاں
جیو نکر بڈھا ہور آزاری بچن امید نہ جنہاں ۔۔۔ انہاں روزہ فرض نہ رکھن طاقت فدیہ واجب تنہاں
استھیں دوویں حکم ایہہ باقی ناہ منسوخ ایہا ای ۔۔۔ ایہہ وچہ تفسیر معالم بغوی لکھیا نال صفائی

اور ایسا ہی تفسیر ابن جریر و ابن کثیر و کبیر و سراج المنیر و معالم و خازن و ابو سعود و مدارک و جلالین و در منثور و روح المعانی و روح البیان و احمدی و مظہری و حسینی و رؤفی و بغوی و محمدی و

خلاصۃ حقانی وتفسیر وحیدی کتاب اعلام الموقعین وشرح درر بہیہ تصنیفات ابن حجر عسقلانی و ابن حجر مکی ہیثمی وعلی قاری وشیخ عبدالحق وعمدۃ القاری شرح بخاری وحاشیہ سندی ومؤطا امام مالک مع مصفےٰ شرح مؤطا شاہ ولی اللہ دہلوی و نواب قطب الدین و سید امیر علی صاحب مؤلف تفسیر مواہب الرحمان علاوہ انکے اور بے شمار محققین بھی ثابت کرتے ہیں بلکہ صریح نص قرآنی واحادیث نبی رحمانی صلے اللہ علیہ وسلم اسکے مؤید ہیں۔ اب فدیہ میت یعنے اسقاط کا طریقہ بھی وہی حافظ محمد لکھوی وہابی مؤلف تفسیر محمدی اپنی کتاب انواع بارک اللہ میں صاف صاف قرآنمجید کو ادہر اُدہر پھیر ناجائز لکھتا ہے دیکھو:

نماز روزہ کوئی کرے وصیت جو سر اُپر قضا
تریجے حصے ترکے وچوں فدیہ واجب آ
ہر ہر فرض تے وتراں بدلے ادہ ادہ ٹوپا دئی
ادہ ٹوپہ ہر روزے بدلے دیویں واجب ہئی

حاشیہ پر لکھتا ہے کہ یہی مذہب ہے جمہور علماء کا جیسے حدیث عبداللہ بن عمر و عمرہ بنت عبدالرحمان وغیرہما سے ثابت ہو چکا۔ اب وہ حیلہ بیان کرتا ہے دیکھو انواع بارک اللہ ص۲۴۶

جیکر ترکہ کجھ نہ چھوڑے حیلہ ایہ تدبیر ال
وارث قرض لوے تن ٹوپے دیوے ہتھ فقیرا
اکدیہ دا ایہ فدیہ ہویا اسنہیں وت بخشاوے
فیر دیوے تے وت بخشاوے سبھ حساب پوجاوے
جے بہت نمازاں فدیہ دیوے تکہیں فقیر روا
قسم ظہار افطار کفارت دیون مکہس نہ آ
جے ہک پڑ وی ہک نوں دیوے دو تھیں وی وو
ایہ فدیے وچہ جائز ناہیں فک شاگنے کو
پیر فانی جو روزیوں عاجز فدیہ دیون آیا
وچہ رمضان یا اول آخر ہر ہر وچہ روا آیا
وچہ حیاتی واجب ناہیں فدیہ دین نماز
وقت مرنے کرے وصیت وارث دین نیاز

اب وہی امام وہابیہ پنجاب حیلہ اسقاط قرآنی بیان کرتا ہے اب متفرقات میں ص۲۶۶ ملاحظہ ہو

جس قضا نمازاں روزے سر تے فرض وصیت آ
استحباب وصیت کرنی جے سر ناہ قضا
تریجے حصے ترکے وچوں وارث فدیہ دین
جمن کنوں سال عمر دے سبھ حساب کریں
باراں سال نابالغ مرداں کڈھ حسابوں لیوں
عمر زناں نوں سال گھٹاون باقی فدیہ دیون
ہر نمازتے روزے بدلے کنک ادہ ٹوپا آئی
جیونکر ہاہب قضایاں دے وچہ سبھ حساب تھیائی
جے بہت قضایاں تھوڑا ترکہ حیلہ روا بتاون
سبھ فدیئے دی کنک جو آوے قیمت کل بناون
قیمت کرن روپے کنکوں چیز لون پھیر کائی
یا مصحف قیمت نال معین دیون ہر خدائی
پھر مسکین ولی نوں بخشے ولی دیوے اُستائیں
مڑ مڑ دیوے موڑے ایویں قیمت کل ہو جائیں
ایہ حیلہ وقت ضرورت ہے جس ترکہ ہووے تھوڑا
جے ترکہ بہت تاں گندم دیوں ثلثوں گھٹ نہ ہوڑا

ص۲۶۶ و ص۲۶۷ باب متفرقات مطبوعہ سلیم پریس لاہور

جیکر بعد اقامت صحت دیون ناہ قضائی
جے تھوڑے دینہ اس صحت پائی یا اوہ رہیا مقیم
باہجہ وصیت وارث اُتے فدیہ فرض نجان
جے میت بدلے روزہ رکھے وارث ناہ روا

جے پھر مرن تا فرض وصیت فدیہ دیون بھائی
جے پھر مرے تا اتنیاں روزاں فدیہ فرض قدیم
جے باہجہ وصیت وارث دیون جائز ہے احسان
ایویں قضا نمازاں اندر حنفی مذہب آد

حاشیہ پر حنفی مذہب کو مؤید بحدیث کر کے مذہب جمہور کا قرار دیا مثل تمام علماء کے اور اسقاط قرآنی کا حیلہ قبول کیا گویا اپنے کنبے وہابیہ کی ناک کاٹ ڈالی اب مولوی عبد الستار صاحب مؤلف قصص المحسنین وہابی حیلہ لکھوی کی سنیئے کہ وہ بھی حیلہ اسقاط قرآنی کو کیسے پایہ ثبوت کو پہونچاتا ہے در رسالہ مجموعہ اشعار میں ملاحظہ ہو۔

لا تقنطوا دی حرص دے اندر پکڑ وسیلہ آئے
جتنے سال حیاتی اندر اس میت دے ہوئے
استھیں تے پچھے جو کجھ استھیں ہوئی سبھ خطائی
ہور حق اوستاداں ماں پیو زن فرزنداں خویش ہمسائے
کجھ ادا ہوئیوس کجھ ناہیں کر چکا جو کرناں
جاں میعاد عمر اپنی دی ایس ملاقی ہوئی
جنہاں کارن حرصاں کارن تیرا امر بھلایا
جو حرص اوٹھا کے مال کما کے چھڈیا بیٹیاں دھیاں
اس ناہ توفیق جو ادا کرے جو حکم شرع فرماوے
اسدا باجھ حیاتی والا وقت اجل کرماناں
ہن خاص سوالی ہتھوں خالی تیں ول آ کھلوتا
جو خاکی اصل اساڈا خاکی بہلن کار اساڈی
ہن ایس مسافر آئیں آکھی پہلی رات سفر وچہ
اس عاجز لئے فضل کریں ایہہ جواب الغائیں
بھی کیتے نال بہشتی بہ بخت قوت ہنیں تیرے سوں
اس کل عبادت تقاعت کریں برکات کلام اللہ دی
چونکہ اسیہ فضل دی کیتا اوڑک ادہہ وسیلہ

اس عاجز دے حق بخشش کارن تدھیں ہتھ اوٹھائی
بلوغ تلک معافی اندر پیغمبر فرمائے
بخش لئیں توں اسدے کتائیں یا رحمان عطائی
ہور تمام حقوق شریعت جو ہے نے وچہ آئے
باہجوں رحمت فضل الٰہی مشکل حاصل ہوناں
ہن اسدا اس گھر دے اندر دعوے رہیا نہ کوئی
اوہ مال اوپر سبھ وارث ہوئے خالی تیں ول آیا
اوس کل حساب پیا گل اسدے ساتھی کوئی نہ بنیاں
اس ناہ توفیق جو ایں خطا تھیں توبہ کر دکھلاوے
ترکہ خرچ مسافر کیتا جلدی نال چلاناں
ہن نظر کرم دی اسپر ہووے جو ہونا سو ہویا
ہن بخشش نظر کرم دی کولوں رحمت ہنیں وراوی
ہن اسدا کوئی تیرے باہجوں حامی نہیں قبر وچہ
بھی روشن اسدی قبر کریں ملکین جواب سکھائیں
نگراں رحمت فضل تیرے تھیں آس کرم دی ہر دل
کر کرم منتے اسپر رحم کریں تیں شرم رسول اللہ دی
کر لطف انعام کلام داوڈا ایہہ وسیلہ

پس میت محتاج کے لیئے یہ حیلہ بہت بہتر ہے۔ کیونکہ کوئی چیز نہیں جو قرآن مجید میں نہ ہو تو گویا قرآن مجید میت کیطرف سے بخشنا عمدہ وسیلہ ہے جسکو وہابیوں کے مولویوں نے بھی ثابت کر دکھایا

چنانچہ اسکا اصل اور ثبوت امام محمد رحمت اللہ علیہ سے بھی ہے۔ چنانچہ آپ پر فقر اور محتاجی کا غلبہ تھا۔ تو ایک دن آپ ایک عطار کی دکان پر تشریف لیگئے اور اوسے فرمایا کہ اگر تو مجھے شربت دیوے تو میں تمکو دو مسئلے فقہ کے سکھاونگا۔ عطار نے کہا مجھے مسئلوں کی حاجت نہیں شعر

قیمت دُر گراں مایہ چہ دانند عوام ‌ ‌ ‌ ‌ حافظا گوہر دانہ مدہ جز بخواص

یعنی موتی بڑی قیمتی چیز ہے عوام اسکی قدر کیا جانیں۔ اے حافظ تو خاص لوگوں کے کیکو وہ گوہر گرانمایہ نہ دیوے۔ پس اتفاقاً اوسی عطار نے ایک دن قسم کھائی کہ اگر میں اپنی دختر کو سب چیز جو کچھ عالم میں ہے جہیز لینے داج میں نہ دوں تو میری زوجہ پر تین طلاق پھر اوسنے سوچا اور علماء سے فتوے لینے کو نکلا سب نے کہا کہ تیری اس قسم کا تدارک نہیں ہوسکتا تو حانث ہوگا اور پھر اوسنے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کیطرف رجوع کیا تو امام مذکور نے فرمایا کہ مینے اوسدن تیرے سے شربت مانگا تھا کہ تجھکو دو مسئلے فقہ کے سکھاونگا پس ایک یہی مسئلہ تھا اور ایک دوسرا پس اب میں نہیں سکھاتا جبتک کہ ہزار دینار نہ دیوے واسطے عزت مسئلہ دینی کے پس ہزار دینار عطار نے آپکے حوالہ کیئے تو آپنے فرمایا اگر تو اپنی لڑکی کو قرآن مجید جہیز میں دیدے تو اپنی قسم سے تو حانث نہیں ہوتا۔ تو علماء زمانہ نے سنکر اسکی وجہہ پوچھی تو آپنے فرمایا کہ جواب اسکا قرآن مجید میں موجود ہے۔ قولہ تعالیٰ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ٥ تو یہ سنکر سب خاموش ہوگئے چنانچہ اصل عبارت عربی حسب ذیل ہے۔

تفسیر وجیز ‌ ‌ فضائل آیۃ الکرسی ‌ ‌ ۲۰۱ سے صاحب سیف المقلدین ‌ ‌ حضرت اخوند مولوی امام الدین نے اپنے رسالہ نصرۃ الحق میں تحریر فرماتے ہیں حکی ان الامام محمد رحمۃ اللہ علیہ غلب علیہ الفقر فجاء الی تفاعی عطار یوماً فقال ان اعطیتنی شربا اعلمک مسئلتین من الفقہ فقال التفاعی لاحاجۃ لی الی المسئلۃ شعر قیمت دُر گرانمایہ چہ دانند عوام ؛ حافظا گوہر دانہ مدہ جز بخواص +

فاتفق انہ حلف ان لم یعط بنتہ جمیع ما فی الارض من الجھازۃ فامرأتہ طالق ثلثا فرجع الی العلماء فافتوا الحنث لما انہ لا یمکن ذالک فجاء الی الامام محمد فقال الامام لما طلبت منک شربا لان فی عزیمتی ان اعلمک ھذہ المسئلۃ ومسئلۃ الاخرٰی فالان لا اعلمھا الا بعد اخذ الف دینار لتعظیما لشان المسئلۃ فرجع الیہ فقال لو دفعت الی البنت مصحفا کنت بارا فی یمینک فسئلہ علماء عصرہ عن وجھہ فاجاب بان اللہ تعالیٰ قال لا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین فوقع الجواب فی حیز القبول ترجمہ عبارت مذکورہ کا پہلے ذکر ہوچکا ہے۔ اور باراں انواع کے دفتر علوم کے صفحہ ۱۵۶ میں مولنا مولوی عبد اللہ مرحوم لاہوری مع حاشیہ حافظ محمد لکھوی ملاحظہ ہو۔

اسقاط کرے اوہ جہڑا الیٰ استغفین ڈیچے جب ‌ ‌ ‌ ‌ ست دیہاں من ست وچوں سیر گھٹا

حدیث قدسی انا عند ظن عبدی بی میں اپنے بندے کے ظن کے پاس ہوں جیسا وہ میرے ساتھ ظن کرے ویسا ہی اوس سے برتاؤ کرتا ہوں حصن حصین اور اوسکی رحمت اوسکے غضب پر غالب ہے اور رحمت سے ناامیدی کفر ہے لقولہ تعالیٰ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ الآیہ اور فدیہ پہلے دفن کے بہتر ہے گرچہ بعد میں بھی جائز ہے

جیکر بعد اقامت صحت دیون ناہ قضائی
جے تھوڑے دینہ اس صحت پائی یا اوہ رہیا مقیم
باہجہ وصیت وارث لُتے فدیہ فرض نہ جان
جے میت بدلے روزہ رکھے وارث ناہ روا

جے پھر مرن تا فرض وصیت فدیہ دیون بھائی
جے پھر مرے تا اتنیاں روزاں فدیہ فرض قدیم
جے باہجہ وصیت وارث دیون جائز ہے احسان
ایویں قضا نمازاں اندر حنفی مذہب آوا

حاشیہ پر حنفی مذہب کو مؤید بحدیث کرکے مذہب جمہور کا قرار دیا مثل تمام علماء کے اور اسقاط قرآنی کا حیلہ قبول کیا گویا اپنے کنبے وہابیہ کی ناک کاٹ ڈالی اب مولوی عبد الستار صاحب مؤلف قصص المحسنین وہابی حیلہ لکھوی کی سنیئے کہ وہ بھی حیلہ اسقاط قرآنی کو کیسے پایہ ثبوت کو پہونچاتا ہے در رسالہ مجموعہ اشعار میں ملاحظہ ہو۔

لا تقنطوا دی حرص دے اندر پکڑو وسیلہ آئے
جتنے سال حیاتی اللہ اس میت دے ہوئے
استھیں پچھے جو کجھ استھیں ہوئی سبھ خطائی
ہور حق استاداں ماں پیو ان فرزنداں خویش ہمسائے
کجھ ادا ہوئیوس کجھ ناہیں کر چکا جو کرناں
جاں میعاد عمر اپنی دی ایس ملاقی ہوئی
جنہاں کارن حرصاں کارن تیرا امر بھلایا
جو حرص اوٹھا کے مال کما کے چھڈیا بیگاں تھاں
اس ناہ توفیق جو ادا کرے جو حکم شرع فرماوے
اسدا باغ حیاتی والا وقت اجل کرماناں
ہن خاص سوالی ستھوں خالی تیں ول آن کھلوتا
جو خاکی اصل اساڈا خاکی بہلن کا رہا ساڈی
ہن ایس مسافر تائیں آئی پہلی رات سفر دے وچ
اس عاجز لئے ملتقط کریں باہجہ حساب لقائیں
بھی نیکیں نال بہشتی ہوجے قوت ہیں [illegible]
اس کل عبادت نجات کریں برکات کلام اللہ [illegible]
جو سکیا سیو فضلوں کیتا اور کے ایہہ وسیلہ

اس عاجز دے حق بخشش کارن دھیں ہتھ اوٹھائے
بلوغ تلک معافی اندر پیغمبر فرمائے
بخش لئیں توں اسدا تائیں یا رحمان عطائی
ہور تمام حقوق شریعت جو ہے کہنے وچ آئے
باہجوں رحمت فضل الٰہی مشکل حاصل ہوناں
ہن اسدا اس گھر دے اندر دعوے رہیا نکوئی
اوہ مال اوپر سبھ وارث ہوئے خالی ہتھیں ول آیا
اوس کل حساب پیا گل اسدی ساتھی کوئی نہ بنیاں
اس ناہ توفیق جو ایں خطا تھیں توبہ کر آوے
ترکہ خرچ مسافر کیتا جلدی نال چلاناں
ہن نظر کرم دی اسپر ہووے جو ہونا سو ہویا
بھی بخشش نظر کرم دی کولوں رحمت ہیں دو راڈھی
ہن اسدا کوئی تیرے باہجوں حامی نہیں قبر وچ
بھی روشن اسدی قبر کریں ملکیں جواب سکھائیں
نگراں رحمت فضل تیرے ہتھیں آس کرم دی مرزول
کر کرم مٹے اسپر رحم کریں تیں شرم رسول اللہ دی
کر لطف انعام کلام داوڈا ایہہ وسیلہ

پس میت محتاج کے لیے یہ حیلہ بہت بہتر ہے۔ کیونکہ کوئی چیز نہیں جو قرآن مجید میں نہ ہو تو گویا قرآن مجید میت کیطرف سے بخشنا عمدہ وسیلہ ہے جسکو وہابیوں کے مولویوں نے بھی ثابت کر دکھایا

چنانچہ اسکا اصل اور ثبوت امام محمد رحمت اللہ علیہ سے بھی ہے۔ چنانچہ آپ پر فقر اور محتاجی کا غلبہ تھا۔ تو ایک دن آپ ایک عطار کی دکان پر تشریف لیگئے اور اوس سے فرمایا کہ اگر تو مجھے شربت دیوے تو میں تمکو دو مسئلے فقہ کے سکھاونگا۔ عطار نے کہا مجھے مسئلوں کی حاجت نہیں شعر

قیمت دُر گران مایہ چہ دانند عوام ۔۔ حافظا گوہر دانہ مدہ جز بخواص

یعنی موتی بڑی قیمتی چیز ہے عوام اسکی قدر کیا جانیں اے حافظ تو خاص لوگوں کے کیکو وہ گوہر گرانمایہ نہ دیعہ۔ پس اتفاقاً اوسی عطار نے ایک دن قسم کھائی کہ اگر میں اپنی دختر کو سب چیز جو کچھ عالم میں ہے جہیز یعنی داج میں نہ دوں تو میری زوجہ پر تین طلاق پھر اوسنے سوچا اور علماء سے فتوے لینے کو نکلا سب نے کہا کہ تیری اس قسم کا تدارک نہیں ہوسکتا تو حانث ہوگا اور پھر اوسنے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کیطرف رجوع کیا تو امام مذکور نے فرمایا کہ مینے اوسدن تیرے سے شربت مانگا تھا کہ تجھکو دو مسئلے فقہ کے سکھاونگا پس ایک یہی مسئلہ تھا اور ایک دوسرا پس اب میں نہیں سکھاتا جبتک کہ ہزار دینار نہ دیوے واسطے عزت مسئلہ دینی کے پس ہزار دینار عطار نے آپکے حوالہ کیئے تو آپنے فرمایا اگر تو اپنی لڑکی کو قرآن مجید جہیز میں دیدے تو اپنی قسم سے تو حانث نہیں ہوتا۔ تو علماء زمانہ نے سنکر اسکی وجہہ پوچھی تو آپنے فرمایا کہ جواب اسکا قرآن مجید میں موجود ہے۔ قولہ تعالیٰ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ؀ تو یہ سنکر سب خاموش ہوگئے چنانچہ اصل عبارت عربی حسب ذیل ہے۔ تفسیر وجیز ۔ فضائل آیۃ الکرسی ۔ صفحہ ۲۰۲ سے صاحب سیف المقلدین صفحہ ۷ ہلہ اکثر مولوی امام الدین نے اپنے رسالہ نصرۃ الحق میں تحریر فرماتے ہیں حُکِیَ اَنَّ الْاِمَامَ محمد رحمۃ اللہ علیہ غلب علیہ الفقر مرۃ فجاء الی تفاعی عطار یوماً فقال ان اعطیتنی شربۃ اُعَلِّمُكَ مسئلتین من الفقہ فقال التفاعی لاحاجۃ لی الی المسئلۃ ۔ شعر ۔ قیمت دُر گرانمایہ چہ دانند عوام ؛ حافظا گوہر دانہ مدہ جز بخواص ۔ فاتفق انہ حلف ان لم یعط بنتہ جمیع ما فی الارض من الجہازۃ فامرأتہ طالق ثلثاً فرجع الی العلماء فافتوا الحنث لما انہ لا یمکن ذلک فجاء الی الامام محمد فقال الامام لما طلبت منک شربۃ لان فی عزیمتی ان اعلمک ہذہ المسئلۃ ومسئلۃ الاخریٰ فالآن لا اُعَلِّمُہَا اِلَّا بعد اخذ الف دینار لتعظیما لشان المسئلۃ فرجع الیہ فقال لو دفعت الی البنت مصحفاً کُنْتَ باراً فی یمینک فسئلہ علماء عصرہ عن وجہہ فاجاب بان اللہ تعالیٰ قال لا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مُّبِیْنٍ فوقع الجواب فی حیز القبول ترجمہ عبارت مذکورہ کا پہلے ذکر ہوچکا ہے۔ اور باران انواع کے دفتر علوم کے صفحہ ۱۵۶ میں مولینا مولوی عبد اللہ مرحوم لاہوری مع حاشیہ حافظ محمد لکھوی ملاحظہ ہو۔

اسقاط کرے اید جز خدا اِلیٰ ستقیں پچھے جب ۔۔ ست دیہاں من ست وچوں سیر گھٹا

حدیث قدسی انا عند ظن عبدی بی یعنی میں اپنے بندے کے ظن کے پاس ہوں جیسا وہ میرے ساتھ ظن کرے ویسا ہی اوس سے برتاؤ کرتا ہوں حصن حصین اور اوسکی رحمت اوسکے غضب پر غالب ہے اور رحمت سے نا امیدی کفر ہے لقولہ تعالیٰ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ الآیہ اور فدیہ پہلے دفن کے بہتر ہے اگرچہ بعد میں بھی جائز ہے

حاشیہ حافظ محمد بدانکہ اسقاط نماز روزہ میت کہ فوت شدہ باشد اگر میت وصیت کردہ و ترکہ گذاشتہ است بر وارثان او واجب است از سوم حصہ مال او و اگر وصیت نکردہ باشد مستحب است بعوض ہر نماز فرض و وتر و ہر روزہ وجب نیم صاع گندم یا یک صاع از جو بدہد پس اگر نماز و روزہ بر سر میت سالہائے عمر او حساب کنند و دوازدہ سال نابالغی از آں سالہا بیروں کنند باقی را برابر اند برائے فدیہ ہر نماز و روزہ ہر سالے یک صد و چہل و ہفت من و نیم و سہ سیر بوزن شاہجہانی گندم بدہند کہ ہر من چہل سیر باشد بحساب پیمانہ شرعی کہ مؤید پیمانہ وطن ما کہ علاقہ فیروز پور پنجاب است شصت و ہشت پیمانہ مے شود بمعہ روزہائے رمضان و صدقہ فطر و من شانزدہ پیمانہ باشد و اگر خواہد مجموعہ گندم را قیمت نمودہ روپیہ ہا سازد۔ روپیہ بفقرا قسمت کنند و اگر جملہ قیمت دادن نتوانند پس ہر قدرے کہ توانند بفقیرے دہد و باز فقیر او را بہ بخشد۔ و حیلہ مثل ایں بوقت ضرورت در شریعت جائز است و اگر خواہد بقیمت روپیہ ہا مصحف بفقیر بدہد و باز ستاند و بقیاس مذکور تکرار نماید کہ از حساب فارغ شود واللہ تعالےٰ اعلم اور اسی انواع کے باب کفارت سوگند ص۳۲ و ۳۳ کے حاشیہ پر لکھتا ہے پیر فانی اور مردے کی اسقاط کی تائید میں چنانکہ در عالمگیری و قاضیخاں و شرح وقایہ و مانند آں مسطور است اور اسکی دلیل فتح القدیر جلد ۲ مطبوعہ مصر کے ص۲۷۲ میں یوں تحریر فرماتے ہیں ولنا ما روی عطا انہ سمع ابن عباس رضی اللہ عنہما یقرء وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین قال ابن عباس رضی اللہ عنہما لیس بمنسوخۃ وھو الشیخ الکبیر والمرءۃ الکبیرۃ لا یستطیعان الخ وروی عن علی و عمر و غیرھم من الصحابۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہم ولم یروے عن احد منہم خلاف ذالک فکان اجماعا یعنے کہا ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں کہ ہمارے لیئے وہ دلیل ہے جو روایت کی عطا نے کہ سنا اوسنے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ پڑھتے تھے وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ اور فرمایا کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور وہ شیخ فانی اور بوڑھی عورت کے حق میں ہے کہ وہ تو طاقت نہیں رکھتے ہر دن ایک مسکین کو روایت کیا اسکو بخاری نے اور وہ مروی ہے علی ابن ابیطالب و ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے اور انکے درمیان میں کسی نے خلاف اسکے روایت نہیں کی اور صورت اسقاط کی اوپر بیان ہو چکی اور مردہ کیطرف سے نماز روزے کا فدیہ و اسقاط میں احادیث اور کتب فقہ میں دلائل موجود ہیں بلکہ اجماع صحابہ و علما اہلسنت اسپر دال ہے پھر اگر منکرین جھک ماریں تو یہ لاعلاج بیماری ہے معلوم ہوتا ہے کہ شرذمہ قلیلون نہ خدائے تعالےٰ کی رحمت و بخشش کے امیدوار نہ اوسکی قدرت کے قائل حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا یعنے اے میرے بندو جنہوں نے ظلم کیا

اپنی جانوں پر ناامید نہو ویں خدا تعالےٰ کی رحمت سے البتہ اللہ تعالےٰ بخش دیتا ہے گناہ سارے۔ بہرحال
یہ لوگ اوسکی رحمت اور بخشش پر ایمان نہیں لاتے اور یہ بھی نہیں مانتے کہ تھوڑی چیز کو بہت کر دیتا ہے
بلکہ ایک سے سات سو بلکہ اوس سے بھی کہیں دور تک لقولہ تعالیٰ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ
لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ترجمہ پہلے گزر چکا ہے نیز وَيَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ
بیاج کو مٹاتا ہے۔ تفسیر رؤفی میں لکھا ہے کہ عالم فقیہ کو ایک روپیہ دینے سے نو لاکھ کا ثواب
حاصل ہوتا ہے مگر یہ فرقہ مجہول قرآن وحدیث سے بے بہرہ ہے۔ لہذا افزونی صدقات نہیں مانتے فقط مدعی ہیں
ورنہ یہ اعتراض نہ کیا ہوتا۔ اور حیلہ مذکورہ سے اگر خداتعالےٰ میت کو پاک کر دیوے تو کیا وہ قادر نہیں۔
رحمت اور بخشش اوسکی عام نہیں اور وہ واسع اور علیم نہیں۔ قرآن مجید تو ایک بڑی بے بہا چیز ہے۔
جسمیں سب چیزوں کا احاطہ ہے۔ خدا تعالےٰ منکرین کو ہدایت کرے۔ تو کہ اموات کے ساتھ دشمنی کرنے سے
باز آویں۔ رسالہ اسقاط مولفہ مولوی محمد اکبر صاحب خلف مولانا مولوی محمد مقیم صاحب بصیرپوری ۱۹۰۲ء
صٓ پر تحریر فرماتے ہیں۔ یہ جو فی زماننا وارث میت قرآن مجید لیکر عالم کو دیتا ہے یہ قرآن مینے تجھکو واسطے اسقاط
نماز روزہ اور کفارہ و نذر وغیرہا میت کے بخشا آپ اسقاط کریں پس عالم کہتا ہے یا الٰہی مینے یہ قرآن مجید بعوض
نماز روزہ وکفارہ وغیرہا حقوق اللہ کے جو ذمہ اس میت کے تھے اور اس نے اون کو ادا نہیں کیا
اور اب یہ میت ان کے ادا کرنے سے عاجز ہے اسکے فدیہ میں قرآن مجید میں دیتا ہوں۔ تو قبول کر
اپنے فضل وکرم سے اس میت کو بخشدے پس وہ عالم ایک شخص کے ملک کرتا ہے وہ قبول کرکے دوسرے
کے ملک کر دیتا ہے۔ پس وہ تیسرے کے ملک کر دیتا ہے ہکذا دس بیس شخصوں سے پھر کر پاس عالم کے
پونچتا ہے اور کل باوضو ہوتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں۔ ج سابقًا احادیث وکتب معتبرہ سے ثابت ہوا کہ
اجنبی اور ولی تبرع میں یکساں ہیں اور منحۃ الخالق سے گزرا کوئی شے جو قیمت اوس شے کی اوتنی ہو اور
قرآن مجید شے ہے پس دینا قرآن شریف کا عوض اسقاط کے جائز ہے۔ پس عالم یا وارث نے جیسا
قرآن مجید زید کو بخشا تو زید مالک ہوا قرآن کا اور مالک جو چاہے وہی تصرف کرے اپنے ملک میں
خواہ اپنے پاس رکھے یا کسیکو دیوے کما فی در المختار وغیرہ (خواہ وہ عالم یا وارث کو دیوے خواہ زید عمر کو
دیوے بہ قصد اسقاط ذنوب میت کما فی طحطاوی وغیرہ پس صورت اول میں نقصان میت وحاضرین
کا ہے۔ اور اتباع ہوا اور کثرت حرص اور صورت ثانیہ میں زید کا پھیر دینا وارث یا عالم کو بدون
قصد اسقاط کے لغو ہے۔ یا قصد مسقط منجر الے التکلیف ہے اور صورت ثالثہ میں پھر دینے سے اسقاط
بے تکلف ہے۔ اور ہر متبرع اور قصد کنندہ کو ثواب ہے اور میت کو فرحت وخوشی کثرت اخوان وکثرت
معاونین کی ہے اور امید مغفرت ورحمت الٰہی ورہائی میت کی ہے اکثر الداعین والمستغفرین لہ فہکذا

عمرو مالک اور۔ جب اوسنے قرآنمجید واسطے اسقاط ذنوب میت کے بکر کو دیا تو عمرو کو دس قرآن کا
ثواب بموجب مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا کے حاصل ہوا اور میت کو بہت نہیں تو
ایک قرآن شریف کا ثواب ضرور ملا ہکذا ثم ہکذا جتنے حاضرین ہونگے اتنا ثواب بہت ہوگا
بلکہ ساٹھ سے زائد ہوں اور جتنے اشخاص زائد اتنا ثواب بہت اور۔ کہا مقاصد الفرائض میں
قاضی محمد سعید ملتانی نے کہ جمع کیا ہینے اس کتاب کو کتب معتبرہ متداولہ سے پھر کہا صاع
آٹھ رطل اور رطل نیم من کا اور حبہ دو جو کا اور ماشہ آٹھ حبہ کا قیراط پانچ جو کا درم پینتیس حبہ کا یعنے
چار ماسہ اور تین حبہ کا اور رطل ایکسو اٹھائیس درہم و آٹھ قیراط کا یعنے پانچسو ساٹھ ماشہ و دو نیم
ماشہ یعنے نو چھٹانک ایکسر ساہی ہو نیم ماسہ اور من ایک سیر انگریزی و دو چھٹانک دو سر ساہی
پنج ماسہ نیم صاع دو سیر پانچ چھٹانک ایک سر ساہی دس ماسہ صاع چار سیر پختہ گیارہ چھٹانک
پس آٹھ پہر کی چھ نماز معہ وتر کے چودہ سیر پختہ ایک چھٹانک گندم فدیہ ہے پس تین دن کا
فدیہ نماز کا چارسو اکیس سیر چودہ چھٹانک ہوا۔ اور سال شمسی کا فدیہ نماز کا ایکسو اٹھائیس
من پختہ بارہ سیر تیرہ چھٹانک انگریزی فدیہ روزہ رمضان کا ستر سیر پانچ چھٹانک یعنے ایک
من تیس سیر پانچ چھٹانک ہوا۔ پس فدیہ تمام سال معہ صلوٰۃ و صیام ایکسو بیس من تین سیر
دو چھٹانک واللہ اعلم۔ پس اگر وصیت کرے تو ثلث ترکہ سے فدیہ حقوق اللہ کا ادا کریں۔
پس اگر ثلث کفایت نہ کرے تو قدر وافی ادا کریں اور باقی مافات من الفرائض والواجبات کے
واسطے حیلہ شرعیہ اسطرح کریں کہ قرآن شریف لیکر کہے کہ قیمت قرآن مجید کی مثلاً گندم جو فدیہ
بعوض نماز و روزہ تھا یکسال کا بذمہ متوفی ہذا لازم الاداتھا اور فی الحال عاجز ہے بطریق
غبن فاحش میں سے تمکو بخشتا وہ قبول کرکے دوسرے کو اسطرح وہ تیسرے کو یہ اور شخص کو
بخشتے تاکہ تمام مفروضات و واجبات میت کے ادا ہوں۔ اگر ترکہ ہرگز نہ ہو تو وارث نیم
صاع گندم قرض لیکر بدلہ ہر فرض و واجب میت کے مسکین کو بخشے پھر وہ مسکین بعض
وارثوں کو بخشے۔ وہ پھر مسکین کو اسطرح کریں حتّٰے کہ تمام فرائض و واجب ذمہ میت سے
ادا ہوں بفضلہ تعالےٰ میت اس حیلہ سے بری الذمہ ہوگا۔ اور مولوی خدا بخش صاحب
ملتانی اسطرح فرماتے تھے اگر ترکہ نہ ہو تو تمام فرائض و واجبات بلوغ سے آخر عمر میت تک
کا غلہ جمع کرکے قیمت بنا کر وارث قرآن شریف لیکر بقیمت مذکور مسکین پاس بیچا اور قیمت
غلہ کی مسکین کو وارث بخشے بفضلہ تعالےٰ میت عذاب سے رہا ہوگا۔ مجموعۃ الفتاوےٰ میں ہے
اگر کوئی فوت ہو تو سات چیزیں جمع کریں۔ سونا چاندی۔ تانبا۔ کپڑے۔ غلہ۔ قند۔ قرآن مجید
پس وارث کہے یا اللہ تعالےٰ فلان بن فلان نے فرض و واجب سنت کو ترک کیا اور اب

اسکے قضا سے عاجز ہے اور جو کہ وہ حرام کرتا رہا اب اسکی توبہ سے عاجز ہے اور نادم ہے۔ اگر
عمر اسکی سو یا کم وبیش ہے۔ یہی سات روز پھر پھر کر آتے ہیں۔ یہ سات چیزیں بمقابلہ ان سات
دنوں کے مینے بخشیں وہ دوسرا قبول کرے۔ خدا تعالےٰ اوس میت کو اول روز ہی گلزار جنت
میں داخل کریگا اور خاک قبر اوسکی کی مشک وعنبر ہوگی۔ جواب منکر نکیر تلقین ہوگا اور قیامت
کو زیر سایہ عرش ہوگا۔ وپلصراط سے سابقہ جماعت انبیا علیہم السلام کے گذرے گا۔ جو قرآن
شریف خیرات کریگا۔ بعوض ہر سورت کے دس حور دس محل دس درخت میوہ دار دس تخت
جنت میں پائیگا۔ اور بعوض ہر آیت پیاسے کو حوض کوثر سے پانی پلائیگا ثواب اور قیامت کو شفاعت
کریگا۔ اگر چھ قرآن مجید دینے کی فرصت نہیں رکھتا۔ تو ضرور ایک قرآن شریف لیکر واسطے
حفظ ایمان اپنے کے فی سبیل اللہ دے کر چھ بار حیلہ کرے تا کہ چھ قرآن مجید ہو جاویں۔ جب یہ
بندہ فوت ہوگا تو اللہ تعالےٰ فرمائیگا۔ اے میرے فرشتو تم ایمان اسکا درست کرو۔ مجھکو اس
شخص کے بے ایمان کرنے سے حیا وشرم آتی ہے۔ کیونکہ اسکے ایمان کا حافظ قرآن مجید ہے الیٰ قولہ
اور نزدیک فقیر کے فدیہ قرآن مجید چند کس میں بہتر ہے۔ کیونکہ مثلاً قرآن تین روپیہ کی قیمت والا
جب عالم نے زید کو بخشا تو بعوض تمام فرض دواجب کے یا بعوض بعض کے اون سے مثلاً فقط
واسطے نماز کے دیا پس ہر دو صورت میں یا طریقہ غبن فاحش کا جاری کیا یا نہیں جاری کیا اگر
نہیں کیا تو تین روپیہ ایکسال کے فدیہ کو بھی نہیں مساوی چہ جائیکہ تمام عمر کو کافی ہو اور اگر بطریق
غبن فاحش دیا تو گو وہ حقوق ادا ہونگے جنکا نام لیا مگر میت تمام حقوق سے بری الذمہ نہولی۔
بلکہ سابق مذکور ہوا کہ کفارت یمین میں دس مساکین اور کفارت ظہار وافطار میں ساٹھ مسکین ضرور
ہوں تو لازم ہے کہ حاضرین ساٹھ سے زائد ہوں اور عملاً اسطرح کہے کہ جو تمام حقوق فرض وواجب
اس میت کے ذمے ہیں اون کے عوض یہ سات چیزیں جو مذکور ہو چکیں بطریق غبن فاحش زید کو
بخشے پس زید امر کو اوسی قصد پر عمرو بکر کو بکر خالد کو خالد ولید کو اسیطرح ساٹھ اشخاص سے
زاید ایک دوسرے کو بخشیں تا کہ پھر عالم تک پہونچے اور ہر ایک لیتا جاوے تا کہ اوسکے قبضہ وملک
میں ہو اور اسمیں راز پنہانی ہے کہ بقدر یک صاع طعام اس قرآن شریف کے میت کیطرف سے کفارۂ
ظہار میں ملا اور بقدر اوسی کے کفارہ قسم میں ملا۔ اور باقی نماز وروزہ وغیرہ سے جو رہا میت سے صدقہ
ہوا۔ اور اگر میت پر بالفرض کفارت نہیں تو ہر ایک کو حاضرین میں سے دس قرآن شریف فی سبیل
اللہ دینے کا ثواب ملا۔ اور جتنے حاضرین ہیں اوتنے ہی قرآن شریف فی سبیل اللہ دینے کا ثواب میت
کو ملا۔ پس جتنا دور زائد او تنا ثواب زاید ہوگا۔ واللہ اعلم (بعض اعتراض معترضین)
اعتراض اول قرآن مجید کی ادہر اودہر تدویر یعنے پھیرنا کسی کتاب معتبر میں پایا نہیں گیا۔ جواب

منحۃ الخالق حاشیہ بحرالرائق معتبر ہے اوسمیں لفظ یا کوئی شے جو قیمت اوسکی اوتنی ہو گذرا اور کتاب
مقاصد الفرائض و دلائل الایمان (معروف بدلیل الایمان) اور جامع المتفرقات کے نقول اگر آپ
نہیں مانتے تو عدم تدویر قرآن شریف کی سند آپ ہی کسی کتاب معتبر سے پیش کریں اور ترجیح
بلا مرجح کا بھی خیال رکھیں ف شیخ کاتب الحروف کہتا ہے کہ جس چیز میں صحیح طور سے ممانعت نہ پائی
جائے اون سب میں اباحت ہے لقولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا سورہ
بقرہ شریف پ ربع اور اگر کہیں کہ یہ عمل حضور نبوی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم میں نہیں ہوا
لہذا یہ بدعت ہے اور حدیث میں ہے کہ ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت دوزخ میں ہے۔
جواب یہ ہے کہ یہ بدعت سیئہ نہیں بلکہ بدعت حسنہ ہے ورنہ نماز تراویح بیس رکعت بجماعت
سارا رمضان حضور علیہ السلام نے نہیں پڑھی۔ اور نہ حضور کے وقت قرآن مجید جمع ہوا۔ بلکہ زمانہ
خلفائے راشدین میں ہوا اور اعراب و مدات و شدات وغیرہا حجاج بن یوسف کے زمانہ میں وقوع
میں آئے اور تدوین کتب احادیث تبع تابعین کے زمانہ میں ہوا۔ پس امور مذکور بدعت ہوئے۔ اور بدعت
ہر نئے کام کو کہتے ہیں لقولہ تعالیٰ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ سورہ احقاف اور بدعت حسنہ بعض
واجب ہیں اور بعض مستحب بعض مباح جنکی تصریح تفسیر نبوی منظوم پنجابی کی جلد ششم میں موجود
ہے اور اسکی خوبی پر حدیث مسلم قولہ علیہ السلام تقدوا الموتاکم قبل الدفن لیکون ذالک
فدیۃ ینجیہ من ایدی الملئکۃ العذاب جو ہر پایہ میت کے ہمراہ دس دس قدم چلے تو
اسکے چالیس گناہ کبیرہ بخشے جاتے ہیں اور حدیث مشکوۃ بھی شاہد ہے۔ مفہوم جسکا یہ کہ جسنے
نیک بات نکالی اوسکو اوسکا ثواب اور جسقدر لوگ اوسپر عمل کرینگے اور اموات کے لیے نہایت سودمند
بلکہ زندوں کو بھی مفید۔ پھر بوقت خرید فروخت بائع و مشتری و بوقت تدریس طلاب تدویر قرآنی پر
تو آجتک کسی نے اعتراض نہیں کیا گو کسی مذہب کا ہو یہ محض اموات اور علماء سے عداوت ہے
خدا تعالےٰ مانعین کو ہدایت فرماوے۔ اور مناع للخیر نہ بنیں یعنے نیکی سے روکنے والے۔
دوسرا اعتراض کہ اسقاط کے وقت حلقہ کرکے بیٹھنا جواب اسکا یہ ہے کہ حلقہ وار بیٹھنا چند
احادیث سے ثابت ہے اور حرمین شریفین میں ذاکرین کا حلقہ ہوتا رہا گو اب وہابیہ نہ کرنے دیں۔
تو اونکی شقاوت ہے اور بوقت وعظ و نصیحت و مجالس علما و طلبا و بوقت اطعام پھر بوقت
اسقاط تدویر کونسا مانع شرعی ہے۔ تیسرا اعتراض قرآن شریف کو ادہر ادہر پھیرنا کیا بائع و مشتری
قرآنمجید کو ادہر ادہر تدویر یعنے ہیر اپھیرا نہیں کرتے وہاں یہ اعتراض کیوں نہ کیا گیا۔ اور
قرآن مجید کا چمڑوں اور اونٹوں کی ہڈیوں پر لکھنا احادیث سے ثابت ہے۔ چوتھا اعتراض
قرات آیت یا رکوع رکوع پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔ جواب صحابہ کرام رضوان اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین باہم ایک دوسرے کے دور بلکہ خود جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
جبرائیل علیہ السلام سے دور کرنا اظہر من الشمس ہے۔ اور تمام ملکوں میں قرا و حفاظ کا معمول مگر افسوس
کہ منکرین عمل بالحدیث کا دم بھریں۔ مگر در حقیقت انکار کریں ہیا انکی مرض لا دوا ہے۔ آمدم بمطلب
خویش پس ہم شر ذمہ قلیلوں سے پوچھتے ہیں کہ اسقاط میں کون سی چیز بدعت سیئہ ہے۔ قرآن
شریف کا فی سبیل اللہ دینا یا بروح میت بعوض فرض و واجبات کے فدیہ میں دینا یا تدویر قرآن
حالانکہ جواب ہر ایک کا بیان ہو چکا۔ کیا اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوراق قرآنی
فی سبیل اللہ نہ دیا کرتے تھے۔ اگر اس عمل کو گناہ کہو تو یہ حملہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم
اجمعین پر ہے۔ اور ہم پوچھتے ہیں کہ زید نے عمر کا قرض دینا ہے اور زید کے پاس فقط ایک قرآن شریف
کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیا زید قرضہ میں اتنے روپیوں کا قرآن قیمتاً دے سکتا ہے یا نہیں۔

پانچواں اعتراض بوقت سماع اسم شریف آذان میں اشہدان محمد رسول اللہ کے ناخنوں کو
چوم کر آنکھوں پر لگانا اور درود پڑھنا اسکا کیا ثبوت ہے **جواب** یہ عمل مبارک مستحب بلکہ
سنت ہے۔ کیونکہ موضوعات کبیر میں کہا ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ نے حرف میم میں کہ حضرت
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بوقت سننے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ محمد رسول اللہ کے ناخنوں
کو چومتے تھے۔ اور کہا یہ حدیث صحیح ہے نیز ارشاد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اِتَّبِعُوا مَنْ بَعْدِیْ
ابو بکر و عمر اسپر شاہد ہے بلکہ ارشاد قرآنی وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ
الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ انکی شان میں موجود ہے۔ پس یہ
عمل مبارک نہایت ہی اچھا ہے۔ لہذا اکثر علما بوقت قرات مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ
رِّجَالِكُمْ الخ کے یہ عمل کرتے اور فتوے اسکے جواز کا بعض کتب معتبرہ میں ہے۔ اعتراض پہلا
نام پاک اللہ تبارک و تعالےٰ پر یہ عمل کیوں نہیں کرتے **جواب** قولہ تعالیٰ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنے جسنے اطاعت کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اسنے اطاعت کی حقتبارک و تعالےٰ
کی تو جسنے تعظیم کی آپ کے اسم شریف کی تو اسنے گویا خدا تعالےٰ کے نام کی تعظیم کی اور اسکے
عکس واقع نہیں ہوا نیز قولہ تعالےٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ
اَیْدِیْهِمْ سورہ فتح حضور کی بیعت اللہ جل جلالہ کی بیعت ہے اور حضور کے ہاتھ کو خدا تعالیٰ نے اپنا ہاتھ فرمایا
وقولہ تعالیٰ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی سورہ توبہ حضور کے فعل کو خدا تعالےٰ نے اپنا فعل
گردانا ہے۔ کیونکہ آپ کی ذات شریف جلال جمال اللہ تعالےٰ میں بالکل فنا ہے۔ اپنا نفس کا ذرہ
بھی نہیں رکھا۔ لہذا فرمایا وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وقولہ تعالیٰ قُلْ لَّآ
اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ بخلاف موسے علیہ السلام کے کہا لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ پس جب آپکی

ذات گرامی خدا تعالےٰ میں استغراق ہے اور اپنے فعل سے نفی کی ہے تو حضور کا ادب اور تعظیم کیا غیر اللہ
ٹھیرا یا خود اوسی کی تعظیم ہوگئی۔ کیونکہ اوسی خالق اللیل والنہار نے ہم سبہ کو حضور کے بندے فرمایا ہے
لقولہ تعالیٰ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ الآیۃ تو کیا ہم اپنے آقا و مولا کی تعظیم نہ
کریں۔ خاک بدہان منکرین۔ اور کتب فروشوں کی دوکانوں سے قرآن خواں قیمتاً قرآن مجید لاتے
ہیں یا نہیں۔ کیا قرآن کی قیمت کرنا اگر جائز نہیں تو سبہ کے سبہ گنہگار ہوے بلکہ منکرین بھی ہمراہ
ہی رہے۔ کیونکہ انکو بھی وہاں سے قرآن مفت نہیں ملتا پس اگر کوئی مسکین کو فی سبیل اللہ دیوے
یا قیمت سے دیویگا پس دونو صورتوں میں اموات سے دشمنی ہوئی کہ اون کی طرف سے یہ دینا گناہ
ہے نعوذ باللہ من ذالک خدا تعالےٰ منکرین کو ہدایت کرے۔ مسئلہ عورت کو مہر دینا بموجب قولہ
تعالےٰ وَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وقولہ تعالیٰ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ
تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ
اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً پس بموجب قول الٰہی جل وعلا کے عورتوں کو مہر میں مال دینا لازم ہوا۔ اور امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک آیت یا دو آیتیں یا ایک سورۃ یا دو سورتیں عوض مہر کے عورت
کو پڑہا دینا جائز ہے اور نزدیک حنفیہ کے جائز نہیں ہاں اگر قرآن شریف دس درم یا زیادہ کا عوض
مہر کے دیوے تو جائز ہے۔ کیونکہ مہر میں مال دینا فرض ہے بالاتفاق بموجب آیات و احادیث کے
پس قرآن مجید بہر حال مال ہے اور سورت کا پڑہا دینا مال محسوب نہیں ہوتا بخلاف قرآن دینے
کے قیمت کرکے پس جب قرآن مجید مال ہے تو جب کوئی فوت ہوا اور تین قرآن اسکے گھر میں ہیں بجز
انکے اور کوئی مال نہیں اور مرتے ہوئے اوسنے وصیت کی بموجب حدیث ان اللہ تصدق علیکم
بِثُلُثِ اَمْوَالِکُمْ عِنْدَ مَوْتِکُمْ زِیَادَۃً فِیْ اَعْمَالِکُمْ کے قرآن مجید بموجب وصیت کے دیویں یا نہ
دیویں پس اگر نہ دیویں تو حدیث کے خلاف ہوا دیکھو قرض خواہ قرض کے عوض قرآن کو لیتا ہے
اگر مال نہ ہوتا تو کیوں لیتا پس جب قرض دین لازم آتا ہے تو وصیت میں اولے تر لازم ہوا۔
مثل ایک ماہ نماز کا فدیہ تین روپیہ ہیں اور بدون تین قرآن کے کچھ نہیں اور ہر ایک کی قیمت تین روپیہ ہیں۔
اور بجز انکے میت کا ترکہ اور کچھ نہیں اور وصیت کر گیا کہ میری ایک مہینہ کی نماز کی اسقاط کرنا پس
اگر وارث موافق وصیت کے میت کے اسقاط قرآنی نہ کریگا۔ تو ماخوذ ہوگا۔ کیونکہ ترک واجب سے
گناہ عظیم ہے۔ سر خفی یہ ہے کہ اوراق اور سیاہی اور اجرت کاتب مالیت میں داخل ہیں اور آیات
الٰہیہ مال نہیں پس اگر اوراق و سیاہی بھی مال نہیں تو لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا کا کیا جواب
ہے بلکہ بموجب اسی آیات کے قرآن مجید فروخت کرنے والے دوزخی ٹھیرے۔ علاوہ اسکے کتب طب و
منطق و نحو وغیرہا بھی مال نہ ہوئے پس جب مال نہیں تو کتب فقہ میں انکی زکوٰۃ کیوں ہے۔ حالانکہ قرآن شریف

کے تجارتی تاجروں کے دُکانوں پر ہوں تو اونکی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔ پس منکرین اگر قبول نہ کریں تو جواب لازم
ہے۔ پس منکرین کے کوئی سند صحیح عدم جواز اسقاط بالقرآن پر ہرگز نہیں اور نہ اسکے بدعت سیئہ ہونے کا ثبوت
مگر تاہم آپ کوئی دلیل قرآنی اسکے ثبوت میں تحریر کریں کہ مجوزین کے لیے دست آویز ہو لیجیے قولہ تعالےٰ مَنْ
جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا میں کلمہ من عام ہے اور وہ شامل ہے تمام احیاء و اموات کو بدلیل قولہ تعالےٰ
مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِیْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ الحديث ۔ وشهوه اور کلمہ حسنہ بھی عام ہے شامل ہر نیکی بدنی و مالی
و مرکب کو تو معنے یہہ ہوا کہ جو زندہ یا مردہ مومن کسی طرح کی نیکی لاوے بدنی یا مالی یا مرکب اپنی کمائی
سے یا غیر اوسکو بخشے تو بہتر اوس نیکی سے اوسکو ملیگا اور قرآن شریف کا نیکی ہونا متواترات سے
ثابت ہے ثانیاً قولہ تعالیٰ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ہمکو امر ہوا پنجہ مارنیکا
ساتھ قرآن مجید کے ہر حالت میں پس میت گنہگار کے واسطے بھی ہم ساتھ قرآن کے ہی اعتصام
(پنجہ مارنا) کریں۔ اور چنگل ماریں۔ ثالثاً ہمکو حکم ہوا وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ یعنے خدا تعالےٰ سے وسیلہ
طلب کرو۔ پس قرآن شریف سے زائد اور کون وسیلہ ہمارے لیئے ہے۔ حیات اور ممات میں و ایضاً
فرمایا خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا یعنے انکے مالوں سے صدقہ پکڑ کر
اونکو پاک بناؤ۔ اور اونکا تزکیہ کرو۔ پس معلوم ہوا کہ صدقہ دینا اموال سے گناہوں اور عیبوں
کی نجاست سے پاک کرتا ہے اور مال وہ ہوتا ہے کہ جسکی طرف رغبت و میل قلبی ہو پس قرآن بھی
مال ہوا اور گو کہ مورد خاص ہے لیکن الفاظ عام ہیں ہر زمانہ میں ہر زندہ و میت پر شامل ہیں
پس ثابت ہوا کہ دینا قرآن کا بھی واسطے اسقاط کے گناہوں کی میل کچیل سے طہارت اور
پاکی حاصل کرنے کو مامور ہے مثل غلہ و نقود کے پس دینا چاہیئے۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی
اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا کے مورد و مصداق نہ بنیں جب حیاتی میں قرآن چھوڑنا جائز
نہیں تو بعد وفات اوسکے ترک پر کونسی دلیل ہے۔ مگر اعداء اموات ضرور ہی قرآن چھوڑانا چاہتے ہیں
حالانکہ اہل قبور کو سماع قرآن علے القبور سے راحت و اُنس حاصل ہوتا ہے۔ اور حدیث طبرانی و حاکم
و بیہقی میں ہے کہ فرمایا علیہ السلام نے جو چیز اللہ تعالےٰ نے حلال کی وہ حلال ہے اور جو حرام
کی وہ حرام ہے۔ اور جس سے سکوت کیا وہ معاف ہے۔ پس قبول کرو اللہ تبارک و تعالےٰ کی معافی
کو کیونکہ اوس سے کوئی چیز مخفی اور بھولی ہوئی نہیں اور یہ ثابت ہو گیا کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے
مگر جس میں شارع سے حلت یا حرمت یا کراہت ثابت ہئیں وہ مستثنیٰ ہے۔ اور اسقاط کو کسی مجتہد نے
بھی مکروہ نہیں کہا۔ بلکہ ساتھ قرآن کے اسقاط کرلیتے ہے اور بعض کتب سے ہی جواز ثابت ہے کما مرّ
وَمَنْ اَنْكَرَ فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ۔ سادساً بموجب وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ و
بموجب وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کے دفع کرنا سیئات کا

ساتھ حسنات کے حسن بلکہ احسن ہے لقولہ تعالےٰ اللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِھًا الخ
پس اگر لازم اور اولے و مستحب بھی جانکر اسقاط ذنوب ساتھ قرآن مجید کے کریں اسلئے کہ ادنے مراتب الامر
ہے تو کیا اچھا ہو واللہ اعلم۔ کیا اولیاء اللہ کی قبروں پر سقف یعنے چھت اور قبہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔ جواب مدفون
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ام المومنین عائشۃ الصدیقہؓ کے حجرہ شریفہ متواترات سے ثابت ہے اور
وہ مسقف بھی تھا تو قبوں کا قبروں پر بنانا سنت ہوا۔ غرض کہ اگر قبہ حضور کا بلا امر حضور کے تھا تو اجماع
خلفاء الراشدین کافی ہے۔ اور اگر کہو کہ یہہ حضور ہی کا خاصہ تھا تو صدیق و فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما
کیوں حجرہ مسقف میں دفن کیے گئے مع حضور مجمع صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ پس اگر عدم استحباب تسلیم
کریں تو جواز و اباحت سے ہرگز خالی نہیں

قبہ کا جواز

اور روح البیان وغیرہا میں
قبوں کا بنانا اور چادر ڈالنا و نحوہا کا جواز ثابت ہے۔ حضرت مولینا مولوی محمد اکبر صاحب قدس
سرہ العزیز کے رسالہ فیض مقالہ کے صہ سے ہہ تک کا خلاصہ مع اضافہ بعض دلائل ہدیہ ناظرین
ہوا۔ اعتراض منکرین کا کہ بے نماز جسنے نماز کو فرض ہی نہ جانا اور کبھی سجدہ نہیں کیا وہ تو کافر
ہوتا ہے اوسکی اسقاط کیسے ہو سکتی ہے۔ جواب ہاں اگر ایسا بے نماز ہو جسنے فرضیت نماز یا
روزے یا کسی اور فرض یا کسی مجمع علیہ کا کیا تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ جبتک توبہ بھی نہ کرے
احکام کفر کے اوسپر جاری ہونگے مگر جو شخص تہاون اور کسالت و سستی و غفلت سے تارک الصوم
والصلوۃ ہے اور اپنی سستی و غفلت کا مقر ہے اور انکار نہیں کرتا۔ تو ایسا شخص کافر نہیں۔
ہاں فاسق اور سخت گنہگار ہے۔ جہانتک ہو سکے اوسکو ہدایت کریں اور فتوے کفر سے پرہیز کریں۔
یہی مذہب ہے حضرت امام ابو حنیفہ و مالک و غیرہما رضی اللہ عنہم کا۔ اور ان ملکوں میں مالکی حنبلی
شافعی کوئی نہیں۔ ہاں حنفیوں سے وہابی ہنگئے۔ وہ بے نماز کو مطلق کافر سمجھتے ہیں۔ بلکہ جو نام کے سوا کی
وہابی ہیں پہلے وہ اپنے باپ دادوں کو بھی کافر و مشرک سمجھتے ہیں جیسے محمد نجدی۔ اور اسمٰعیل
دہلوی۔ محمد لکھنوی اور انکے متبعین کا عقیدہ فاسدہ ہے۔ لہذا تمام وہابیہ مثل اپنے گرو گھنٹال
کے تارک الاعمال حسنہ کو کافر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ اعمال کو جزو ایمان قرار دیکر اونکی عدم ادائگی
سے کفر ثابت کرتے ہیں۔ اور یہہ خلاف ہے مذہب اہلسنت و الجماعت کے چنانچہ یہ مسئلہ مفصل تفسیر
بغوی جلد اول سے ملاحظہ ہو۔

مسئلہ بزرگان دین کا سالانہ عرس[1] اور اونکی نذر و نیاز و فاتحہ خوانی جائز بلکہ مستحسن ہے دیکھو منکرین کے بڑے امام اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم
میں لکھتے ہیں۔ پس ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا میشود و ثواب آں بروح کسے از گذشتگان برساند و طریق رسانید آں دعاء خیر بجناب
الٰہی است پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است و دیگر آنکہ ثواب بروحش میرساند از اہل حقوق اوست بمقدار حق وے خوبی
ایں ثواب زیادہ ترخواہد شد پس درخوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہ ہا و اعراس و نذر و نیاز شک و شبہ نیست۔ ترجمہ یعنے ہر عبادت کہ

[1] تعیین یعنی تاریخ معین کرکے کوئی کار خیر کرنا اسمیں بھی جبتک کوئی آیت یا حدیث اسکی نہی میں منکرین پیش نہ کریں تبتک یہ اصل اباحت میں ہے جیسے تفسیر حسینی میں تحت قولہ تعالیٰ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا فرماتے ہیں مخص جسکا اوپر تحریر ہوا۔ اور احادیث میں زیارت قبور میں بھی تخصیص اوقات وارد ہے جیسے حضور ۳ شہداء احد کے مزارات پر ہرسال کے سرے پر تشریف لیجاتے۔ اور حضرت شیخ محدث دہلوی فرماتے ہیں انا ابا بکر و عمر كانا يفعلان كذالك بعد موتہ صلی اللہ علیہ وسلم والافضل ان ذالك اليوم الخميس انتہی۔ باقی صفحہ ۱۳۱ پر

مکان سے ادا ہوسکے اوسکا ثواب فوتہ کو پہونچاوے اور اوسکے پہونچانیکا طریقہ جناب الٰہی میں دعا خیر کرنا ہے پس یہ خود بہتر اور بہت اچھا ہے
اور اگر وہ شخص اسکے حقداروں سے ہے تو جسکے روح کو ثواب پہونچاتا ہے تو اسصورت میں بقدر اوسکے حق کے خوبی پہونچانا تو یہ
ثواب زیادہ تر ہوگا۔ پس امور مرسومہ فاتحہ و عرس و نذر و نیاز اونکی کرنا اسمیں کوئی شک شبہ نہیں ہے۔ اس عبارت اسمٰعیلی
سے فاتحہ اور عرس اولیا و اللہ اور اونکی نذر و نیاز تینوں ثابت اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ
میں فرماتے ہیں کہ قدرے برشیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً خوانند و حاجت از خدا تعالےٰ میخواہند و جیز الصراط
ص۶۵ مسئلہ سال کے بعد جس تاریخ کو کسی بزرگ کا انتقال ہوا ہو اوسدن معینہ پر اوس بزرگ کا عرس
کرنا مستحسن ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ اپنے فتوے میں فرماتے ہیں بر قبور بعد سال رفتن یا بر قبور روز معین کردہ
سہ صورت است اول آنکہ یک روز معین نمودہ یک شخص یا دو شخص بغیر ہیئت اجتماعیہ مردم کثیر بر قبور محض برائے زیارت
و استغفار روند و اینقدر از روے روایت صحیح ثابت است و در تفسیر در منثور نقل نمودہ کہ ہر سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بر
مقابر مے رفتند و دعا برائے اہل قبور میفرمودند اینقدر ثابت است و مستحب دوئم ہیئت اجتماعیہ مردم کثیر جمع شوند و فاتحہ بر
شیرینی یا طعام نمودہ تقسیم بحاضران نمایند این معمول از زمانہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین بعد نمود اگر کسے این
طور بکند باک نیست زیرا کہ دریں قبح نیست بلکہ فائدہ احیا و اموات را برسد سوئم طور جمع شدن بر قبور آنچنان است کہ مردماں
بعد سال یک روز معین کردہ و جامہائے نفیس و فاخرہ نمودہ مثل عید شاداں شدہ بر قبہائے جمع میشوند و
رقص و غیرہ سماع و دیگر مثل ہنود برائے قبور و طواف کردن آں بر قبور مے نمایند ایں قسم حرام و ممنوع
بلکہ بعضے افعال ازینہا بکفر میرسانند محل ایں حدیث است و لا تجعلوا قبری وثنا یعبد چنانچہ در مشکوٰۃ
شریف موجود نیز کتاب جیز الصراط کے ص۶۵ پر موجود ہے۔ فتوے مذکور مطابق ہے شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی اور مولوی اسمٰعیل کی صراط مستقیم کے پیر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
ہمیشہ ہر سال حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مولود شریف کیا کرتا اور طعام تیار کرتا تھا۔ ایک سال
کچھ میسر نہوا تو چنوں پر ہی حضور کا فاتحہ پڑھ کر تقسیم کر دیئے تو میں عالم رؤیا میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو دیکھتا ہوں کہ آپ کے دست مبارک میں چنے یعنے چھولے بکھرے ہوئے ہیں۔ عرض کی تو فرمایا
یہ وہی چنے ہیں جو تم نے بھیجے ہیں۔ اصل عبارت فقیر کی تفسیر بنوی جلد ششم کے ص۵۵ پر موجود ہے
حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے فتوے کی تائید مولوی اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم میں تحریر کرتے
ہیں وہو ہذا الحال مگر کسے اتباع پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم منظور داشتہ در شب برات در مقبرہ مجمع صلحا
نمودہ ادعیہ وافرہ کند اور انجا لفت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نہ رسد۔ جیز ص۶۵ اور حضرت شاہ عبد العزیز
قدس سرہ العزیز اپنا معمول ارشاد فرماتے ہیں۔ اپنے فتاوے عزیزیہ میں کہ فقیر سال میں دو مجلسیں کرتا ہے
ایک مولود شریف کی دوسری محرم شریف حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی ایک ہزار یا کم و بیش حاضر مجلس
ہوتے ہیں۔ اور درود شریف پڑھتے رہتے ہیں اسی اثناء میں فقیر بھی وہاں حاضر ہو جاتا ہے تو اوسوقت احادیث

نبی کریم کے بعد آپکے دونوں خلیفے بھی ایسا ہی کرتے رہے اور افضل ہے کہ زیارت کیلئے جمعرات کا دن ہو اور نبی کریم ہفتہ کیدن مسجد قبا میں تشریف لیجایا

مسئلہ وقت معین پر عمل کرنا اور جو عمل شروع کرے اوس پر ہمیشگی کرے

صحیحہ سے فضائل شہدا اور مرثیہ جو جنوں اور پریوں اور بعض صحابہ کے منقول ہیں اور متوحش خوابیں سنائے جاتے
کے بعد اسکے پہر ختم قرآن پنج آیت موجودہ چیز پر پڑہ کر پہر کوئی خوش الحان او شکر سلام اور مرثیے جا نز
پڑہتا ہے پس فقیر کو رقت اور گریہ جاری ہوتا ہے۔ ایسا ہی ماہ ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ
مجلس مولود النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوتی ہے مثل عاشورے کے اور سلام دعا پڑہ کر شیرنی
موجودہ تقسیم کی جاتی ہے یہ فقیر کا معمول تھا جو بیان ہوا۔ ومی جو عمل خیر اور وظیفہ شروع کرے
اوسپر مداومت کرے یعنے بلا ناغہ کرے۔ دیکھو حصن حصین شریف ص۱۷ و ص۱۸ مطبوعہ لکھنو نولکشوری
ینبغی لمن کان له ورد فی وقت من لیل او نهار او عقیب صلوة او غیر ذلك ففاته
ان یتدارکه ویأت به اذا امکنه ولا یسقطه لیعتاد الملازمة علیه ولا تتساهل فی
قضائه انتهی پس محدث جزری علیہ الرحمۃ جلیل القدر نے فرمایا لائق ہے واسطے اوس شخص کے کہ ہو
واسطے اوسکے وظیفہ بیچ ایک وقت کے رات سے یا دن سے یا پیچھے نماز کے یا سوا اسکے اگر فوت کرے
اسکو تو لائق ہے واسطے اوس شخص کے کہ تدارک کرے اونکا اور بجا لاوے اوسکو جب ممکن ہو
اور نہ چھوڑے اسکو تو کہ عادت نہ پکڑ رکھے اوپر فوت کرنے کے بلکہ مواظبت و ہمیشگی کرے اوپر اپنے
ورد و وظائف کے اور سستی نہ کرے اوسکے قضا کر دینے میں۔ پس ثابت ہوا کہ وظیفہ معینہ اوقات
معینہ میں اونکو اپنے وقتوں پر ہی ادا کرے۔ اور شمائل ترمذی میں ہے کہ جب حضور کی نماز تہجد
کبھی رات کو کسی عذر سے رہ جاتی تو دن کو بارہ رکعت پڑھتے۔

مسئلہ کسی جانور یا شیرینی یا طعام یا اور کوئی چیز کسی بزرگ کے نامزد کرنا کہ یہ جانور یا فلاں
چیز فلاں بزرگ کی ہے۔ اور بوقت ذبح یا بوقت ایصال ثواب اوس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانے
کی نیت ایصال ثواب ارواح اولیاء اللہ جائز ہے۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم کے
ص۵۵ مطبوعہ مجتبائی دہلی میں لکھتا ہے۔ صورت دیگر سوائے دعا پس مراد ازاں کندن چاہ است
کہ حضرت رسالت پناہ سعد بن معاذ را بعد التماس ایشاں کہ مادرم ناگاہ فوت شدہ و یارا ے گفتن
نداشت اگر مے یافت وصیت میکرد پس اگر برائے وے چیزے بکنم نفع بوے خواہد رسید۔ فرمودند کہ چاہ
بکن و بگو کہ ایں برائے مادر سعد است مسئلہ - انفاس العارفین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
فرماتے ہیں حضرت ایشاں در قصبہ ڈانسہ بزیارت مخدوم شیخ اللہ دیا رفتہ بودند ہنگام شب بود مردماں
فرمودند مخدوم ضیافت ما میکنند و میگویند کہ چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد
ملال بر ما غالب آمد۔ ناگہ زنے بیامد طبق برنج و شیرینی بر سر و گفت کہ نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید
ہماں ساعت ایں طعام پختہ بہ نشیندگان درگاہ مخدوم اللہ دیا رسانم پس زوج من دریں وقت آمد و
ایفائے نذر کردم و آرزو کردم کہ کسے آنجا باشد تا تناول کند۔ اور مولینا حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

در تحفہ اثنا عشریہ فرمایند۔ حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ اور تمام امت برمثال پیران و مرشدان مے پرستند و امور تکوینیہ را وابستہ بایشاں میدانند فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشان رائج و معمول گردید چنانچہ اولیاء اللہ راہمیں معاملہ است۔ ایں معاملہ سراپا بشارت کہ حرف حرف برسر مخالف پرتے است خاطف یا ربے عاصف حرف بحرف بخاطر باید داشت و از مخالفان پرسیدہ شود کہ بنابر صاحب تحفہ جمیع امت را صراحۃً گمراہ و مشرک شدند یا نہ بر تقدیر اول امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کہ غلام و مرید ایشان ہست در صراط مستقیم مداح ایشاں چناں تحریر نمودہ۔ جناب ہدایت مآب و ارباب صدق و صفا زبدۂ اصحاب فنا و بقا سند الاولیا سید العلماء رحمۃ للعلمین وارث انبیا والمرسلین مرجع کل ذلیل مولانا و مرشدنا شیخ عبد العزیز محدث دہلوی اور حافظ محمد لکھوی پنجابی اپنی تفسیر محمدی میں لکھا ہے۔

عزیزی والا پڑا محدث مجتہد جگ جانے ... شمس الہند کہن تس عالم عربی دور ہٹانے
بھی والدا اوسدا شاہ ولی اللہ بحر علوم ایمانی ... شاہ رفیع الدین تے عبد القادر اوسدا بھائی
اسمٰعیل بھتیجا اوسدا اشاں علم او بہار ... تے مولنا اسحاق نواسہ جگاندے جگ تارے
پورب ہند پنجاب بنگالہ دکھن سندہ ولایت ... خوشہ چین اونہاندے گھر دا عالم اہل ہدایت
وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا بھی آخر آیت تائیں ... جو بقر سورت وچ پارے دوجے پار پہلے وچ پائیں

مسئلہ طعام ششماہی و چہلم و دہم و سومیہ میت کیطرف سے کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے ایمیں احیا و اموات دونوں کو فائدہ پہونچتا ہے۔ لاکن اوسمیں فقہاء کرام نے شرائط رکھے ہیں پہلے میت کی اولاد کیطرف نظر کیجاوے کہ اونمیں یتیم اور چھوٹے لڑکے نہ ہوں اور کوئی وارث غائب سفر وغیرہ میں بھی نہو نہ قرضہ لیکر طعام تیار کیا جاوے۔ نہ سودی روپیہ لیکر نیز ننگ و ناموس وریاسے بھی نہو برادری کے خوف سے بھی نہو جیسا کہ فتاوے عالمگیری اور زاد الآخرت میں ہے۔ اگر اپنے مال سے میت کیطرف سے ہدیہ کے طور پر طعام نیاز کرے تو مضائقہ نہیں۔ یہ صدقہ نہیں ہوتا۔ اور تین دن تک ضیافت ہوتی ہے۔ **مسئلہ** میت کے خویش و اقربا جو خورش خوراک بھیجتے ہیں وہ میت کے اہل کو کھانا جائز ہے۔ دوسروں کو مکروہ ہے۔ اور اہل مصیبت کے گھر تین دن تک کھانا مکروہ ہے بجز مساکین و فقرا کے **مسئلہ** غنی ملاؤں کو صدقات لینے بھی منع ہیں۔ اگر اہل میت ہدیہ پکائیں تو مضائقہ نہیں بموجب حدیث شریف جسے ابو داؤد نے باسناد صحیح عاصم سے روایت کی اُسنے ابن کلیب سے کہا اوسنے کہ ہم ایک جنازہ کے ساتھ نکلے۔ ہمراہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تو میت کی زوجہ نے لوگوں کو روک لیا۔ اور ہم بھی ساتھ ہی تھے۔ تو حضور تشریف لیگئے۔ اوس عورت نے کھانا روبرو رکھا تو حضور نے لقمہ منہ میں تو الکر لہار ہے تھے۔ تو حضور نے عورت مذکورہ سے دریافت فرمایا کہ یہ گوشت کہاں سے لائی تھی۔ عرض کیا کہ گوشت تلاش کیا تھا کہیں سے نہ ملا تو ایک ہمسائی

کے گھر بکری تھی اوس سے خریدی اُسکے خاوند کی بلا اجازت۔ پس حضور نے اسواسطے لقمہ منہ میں ڈالکر نیچے نہ اوتارا کیونکہ وہ بیع اوسکے خاوند کی اجازت پر موقوف تھی۔ لہذا ناجائز سمجھکر حضور نے نہ کھایا۔ ورنہ بطور ہدیہ اُسکی دعوت منظور فرماہی چکے تھے۔ تو حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ میت کے گھر سے بطور ہدیہ کے کھانا کھانا جائز ہے۔ بلکہ فتاوٰے بزازیہ میں مستحب ہے۔ بموجب رسم ورواج کے جو لوگ قرضہ اوٹھاکر نام دری کے لیئے بڑے بڑے سامان کرتے ہیں۔ اور اہل مصیبت کے سر پر اور قرض کی مصیبت ڈال دیتے ہیں۔ یہ نہایت ہی بُرا ہے۔ میت کو ذرہ بھر ثواب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نیت خیر نہیں ہوتی ایسے کھانے سے فقہا منع فرماتے ہیں۔

مسئلہ میت کو صدقہ خیرات کی سخت ضرورت ہوتی ہے **ما المیت فی القبر الا کالغریق** یعنے میت قبر میں مثل ڈوبنے والے کی ہوتی ہے کذا فی المشکوٰۃ۔ مگر اولیاء اللہ تعالٰے خاصان خدا کو مثل عام اموات کے ہرگز خیال نہ کریں۔ اور انبیا علیہم السلام کا تو کیا ذکر وہ تو دور لے علے مقام پر ہیں۔ چنانچہ حافظ محمد لکھوی بھی انواع بارک اللہ میں لکھتا ہے۔

رات جمعہ شب عید عاشورا بھی شبقدر برا تاں	میت آنوں طرف گھر اپنے کردے زاری با تاں
جے صدقہ دیہن تا کرن دعائیں راضی ہوندے جاون	ناہ تا بد دعائیں دیندے بہتا غصہ کھاون
اعمال فضائل اندر جائز عمل ضعیف روایت	وچہ در المختار ہدائے ہور شرح وچ ہدایت
بھی احوال آخر وچہ لکھوی کردا نقل دسیوے	حدیث ضعیف فضائل عملا نوچہ قبول کچیوے
اوس کے رسالہ اصول فقہ میں ملاحظہ ہو۔ فقیر کے پاس موجود ہے	مسئلہ یازدہم حضرت غوث الاعظم سیدی

سید عبد القادر رضی اللہ تعالٰے عنہ چاند کی یازدہم شب کو جو دسواں دن گذار کر آیا کرتی ہے۔ ثبوت ان مسائل کا مفصل طور پر تفسیر بنوی جلد ششم کے ص۲۸۵ سے ۲۸۷ تک ملاحظہ ہو۔

مسئلہ ایسا ہی آخری چہارشنبہ ماہ صفر میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختم کرانا موجب برکت ہے

مسئلہ اور ربیع الاول کی بارہویں تاریخ حضور پرنور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ولادت شریف صحیح طور پر ذکر کرکے شیرینی یا طعام تقسیم کرویں۔ مگر قاری وسامعین باوضو بڑے ادب ووقار سے بیٹھیں اور درود شریف پڑھتے رہیں اور مکان وفرش وفروش نہایت پاک ہوں اور اوس ذکر شریف کے بیچ میں کوئی گفتگو کلام نکریں اور بعد ختم کے ذکر ولادت مذکورہ کے کھڑے ہوکر سلام ادب وتعظیم سے پڑھ کر دعا مانگیں اسکے ثبوت میں بے شمار رسال طبع ہوئے ہوئے ملتے ہیں فقط

مسئلہ مستحب ہے میت کی پیشانی یا اوسکو کفن پر عہد نامہ لکھنا بغیر سیاہی کے ایسی چیز سے جو جلد محو ہو جائے درمختار میں فرمایا اوصی بعضہم ان یکتب فی جبہتہ اوصدرہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ففعل ثم رای فی المنام فسئل فقال لما وضعت فی القبر جاءتنی ملٰئکۃ العذاب فلما راوا

له حضرت صاحب حضور دی قصور رضی اللہ عنہ زمانے وچ جو کوئی تیری یارہویں دیوے پھر کبھی نہ بھوکا سووے گا ... حضرت غوث الاعظم جی ۱۲

مکتوبًا علے جبہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا امنت من عذاب اللہ ترجمہ وصیت کی
بعض نے یہ کہ لکھی جاوے اوسکی پیشانی یا کفن یا سینہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم پس ویسا ہی کیا گیا
پھر دیکھا اوسکو خواب میں پس پوچھا تو کہا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا تو میرے پاس عذاب کے فرشتے
آئے۔ پس جب دیکھا اونہوں نے لکھا ہوا میری پیشانی پر بسم اللہ کو تو کہنے لگے کہ تو نے خدا تعالے کے
عذاب سے امن پالیا صاحب درمختار اس واقعہ کو نقل کرکے فرماتے ہیں کُتِبَ علے جبہتہ المیت
او عمامتہ او کفنہ عہدنامہ یُرجی ان یغفر اللہ للمیت یعنے لکھا جاوے میت کی پیشانی یا اوسکے
عمامہ یا کفن پر عہدنامہ امید کیگئی ہے کہ بخش دیوے اللہ تبارک و تعالے الخ اور تحت اسکے حاشیہ شامی میں
فرمایا قولہ یُرجی الخ مفادہ الاباحۃ او الندب وفی البزازیۃ قبیل الکتاب الجنایات وذکر الامام
الصفار لو کتب علے جبہتہ المیت او علے عمامتہ او کفنہ عہدنامہ یرجی ان یغفر اللہ تعالی للمیت
ویجعلہ امنا من عذاب القبر قال نصیر ھذہ روایۃ فی تجویز ذلک وقد روی انہ کان مکتوبًا
علے افخاذ الفرس فی اصطبل فاروق حبیس فی سبیل اللہ تعالی وفی فتاوی المحقق ابن الحجر
المکی الشافعی سئل عن کتابۃ العہد علے الکفن وھو لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم وقیل انہ اللھم فاطر السموٰت والارض عالم الغیب والشہادۃ الرحمن الرحیم انی
اعہد الیک فی ھذہ الحیات الدنیا انی اشہد انک انت اللہ لا الہ الا انت وحدک لا شریک
لک وان محمدا عبدک ورسولک صلے اللہ علیہ وسلم فلا تکلنی الی نفسی وتقربنی من الخیر
وتبعدنی من الشر وانی لا اثق الا برحمتک فاجعل لی عہدا عندک توفینیہ یوم القیامۃ
انک لا تخلف المیعاد ھل یجوز ولذلک اصل فاجاب بقولہ نقل بعضہم من نوادر الاصول
للترمذی ما یقتضی ان ھذا الدعاء لہ اصل وان الفقیہ ابن عجیل کان یامر بہ ثم افتی بجواز
کتابتہ قیاسًا علے کتابۃ اللہ فی اہل الزکوۃ واقرہ بعضہم وفیہ نظر وقد افتی ابن الصلاح
بانہ لا یجوز ان یکتب علے کفن یٰس والکہف ونحوہما خوفًا من صدید المیت والقیاس المذکور
ممنوع لان القصد ثم التمیز وھنا التبرک فالاسماء اللہ تعالی المعظمۃ باقیۃ علے حالہا ولا یجوز
تعریضہا للنجاسۃ ولا نقول بانہ یطلب فعلہ مردود لان مثل ذلک لا یحتج بہ الا اذا صح
عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم طلب ذلک ولیس کذلک وقولنا قبل باب المیاہ عن الفتح
انہ تکرہ کتابۃ القرآن واسماء اللہ تعالی علے الدراہم والمحاریب والجدران وما یفرش وما ذاک
الا لاحترامہ وخشیۃ وطئہ ونحوہما مما فیہ اہانتہ فالمنع ھنا بالاولی ما لم یثبت عن
المجتہد او ینقل حدیث ثابت فتامل خلاصہ اسکا یہ ہے کہ درمختار کے شارح شامی نے فرمایا لفظ یرجی سے
عہدنامہ لکھنے کی اباحت یا استحباب معلوم ہوتی ہے اور فتاوے بزازیہ میں امام صفار سے ہے کہ اگر میت کی

یا اوسکے عمامے یا کفن پر عہدنامہ لکھا جاوے تو امید بخشش کی ہے اس عمل کے جواز میں ایک اور روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصطبل میں اونکے گھوڑوں کے ساتوں پر لکھا ہے جلیس فی سبیل اللہ تعالی یعنے خدا تعالے کے رستہ میں بیٹھنے والے۔ اور محقق ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوے میں ہے کہ پوچھا گیا اون سے عہدنامہ کے لکھنے کی بابت اوپر کفن کے اور وہ لا الہ الا اللہ سے عظیم اور ایک قول میں اللہم فاطر السموات سے لا تخلف المیعاد تک کیا یہ جائز ہے اور اسکے لیئے کچھ اصل اور دلیل ہے تو اونہوں نے جواب دیا ساتھ اوس قول کے جو بعض نے نوادر الاصول مؤلفہ امام ترمذی سے نقل کیا ہے کہ تحقیق اس دعا کیلیئے اصل ہے اور البتہ فقیہ ابن عجیل اسکے لکھنے کا حکم فرماتے تھے۔ پھر اسکی کتابت کے جواز کا فتوے بھی دیا اور جو بعض نے اسے مکروہ گروانا پس اوسمیں نظر ہے (یعنے وہ صحیح نہیں) اور جو ابن صلاح نے عدم جواز کا فتوے دیا اوپر کفن کے یٰس و سورہ کہف وغیر ذلک میت کی صدید نجاست سے ملوث ہونیکے خوف سے پس یہ قیاس مذکور ممنوع ہے۔ اور اسماء الٰہیہ کی عظمت اپنے حال پر باقی ہے پھر اونکو نجاست سے پیش کرنا مردود ہے۔ ایسے قیاس سے حجت نہیں پکڑی جاتی جبتک صحیح حدیث نہ پائی جاوے۔ اور یہ امر ایسا نہیں اور ہمنے باب المیاہ میں پہلی نمط سے لکھ دیا ہے کہ کتابت قرآن و اسماء الٰہی کی درہموں اور دیناروں اور محرابوں اور دیواروں اور جو چیز بچھائی جاتی ہے سب پر مکروہ ہے۔ اور نہیں یہ مگر واسطے احترام اور عزت اور کچلے جانے کے خوف سے اور مثل اسکی جسمیں اہانت کا خوف ہو پس اسجگہہ بہتر ہے کہ نہ لکھا جاوے جبتک حدیث یا مجتہد کے قول سے ثابت نہو۔ یہ خلاصہ ہے عبارت شامی کا پس ابن صلاح کے فتوے کا جواب صاحب وجیز الصراط اسطرح تحریر فرماتے ہیں کہ ابن صلاح کا فتوی جسمیں میت کے کفن پر سورہ یٰسین و سورہ کہف کے لکھنے کو منع کیا گیا ہے۔ اوسکی صورت یہہ ہے کہ کفن کے نیچے اوپر اسکا ارد گرد سارے لکھا جاوے۔ کیونکہ دونوں سورت میں طویل ہیں اور مشکل سے سارے کفن پر لکھی جاسکتی ہیں پس جب میت کے نیچے بھی کتابت اونکی ہو تو اسمیں بے ادبی ہے۔ بخلاف عہدنامہ کے کہ وہ فقط سینہ پر میت کے لکھا جاتا ہے نہ نیچے میت کے تو بے ادبی نہوئی اور صدید میت کے بدن سے نکلنے لگتی ہے نہ کفن کا وہ حصہ جو سینے پر ہے اور ابن عجیل فقیہ اہل نظر و اجتہاد سے ہیں۔ پس اوسکے قول اور فتوے پر جو اہل نظر و اجتہاد نہو حجت اور دلیل نہیں ہوسکتی اور ابن صلاح اس درجے کے نہیں۔ لہذا صاحب شامی نے اونکے فتوے کو مقدم رکھا۔ اور جو ابن صلاح نے کہا والقیاس المذکور ممنوع لان القصد والتیمن و هنا التبرک اسجگہہ تبرک مسلمان کی اوسکے غیر سے ملحوظ ہے۔ اور خوف بے ادبی کا بھی نہیں اور جو ابن صلاح نے کہا ولان مثل ذلک لایحتج به الا اذا صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم طلب ذلک کہ ایسی مثل سے حجت نہیں پکڑی جاتی مگر جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اوسکی طلب صحت کو پہونچے پس میں کہتا ہوں کہ ثبوت اسکا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ہے لقولہ علیہ الصلوٰ

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ یعنے پکڑو میری سنت کو اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کو اور تمسک کرو ساتھ اوسکے اور مضبوط کرو اوسکو ساتھ دانتوں کے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور اخذ سنت خلفاء راشدین مہدیین پر بہت احادیث وارد ہیں ساتھ تاکید کے اور اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصطبل میں اونکے گھوڑوں کے ساقوں پر لکھا ہوا تھا۔ جلیس فی سبیل اللہ نیز زکوٰۃ کے اونٹوں کے ساقوں پر لفظ اللہ جل و علاء لکھنا ثابت ہے پس عمل کفنی لکھنے کا اصل ثابت ہو گیا آدمی مسلمان سے کم درجہ رکھتا ہے اور کیا اونپر جو بار بتعالٰے کا نام لکھا جاتا تھا اوسوقت ابن صلاح کہاں تھے پس جب اسکا اصل تو نے معلوم کر لیا اور اجماع اہل اسلام خواص و عوام کا اسی پر ہوا پس یہ یطلب فعلہ ہو گیا اور دارمی میں روایت سنت کے بارہ میں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے نئے امر سے کہ جسکا ثبوت کتاب و سنت سے نہ ملے تو فرمایا۔ يُنْظَرُ فِيهِ الْعَابِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یعنے ایسے امر میں عبادت کرنے والے مومنین کا طور و طریقہ دیکھا جاوے پس ظاہر ہے کہ عابدین ہند و سندھ خراسان عرب و عجم سب اس سنت کے شایع ہونے پر گزرے ہیں چنانچہ محدث ہند شیخ حضرت محمد عبد الحق بن سیف الدین ترک دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس عمل کو جا بجا اپنی تصنیف میں جائز فرماتے ہیں۔ اور اپنی زندگی میں واسطے اپنے عہد نامہ لکھکر اپنے فرزند ارجمند شیخ نور الحق شارح صحیح بخاری کو دیا اور بعد انتقال اپنے کفن میں رکھنے کی وصیت فرمائی کہ یہ عہد نامہ میرے کفن میں رکھ دینا اور وہ جو فتح القدیر سے نقل کرتے ہیں کہ قرآن مجید اور اسماء الٰہیہ کا لکھنا دراہم پر اور محرابوں پر اور دیوار و نپر اور اوس چیز پر بچھائی جاتی ہے پس نہیں مگر اونکی حرمت و احترام کیلئے اور گر پڑنے اور کچلے جانے کے خوف سے اسپر قیاس کیا اونہوں نے کفنی پر عہد نامہ لکھنے کا پس یہ قیاس اونکا بے محل ہے۔ اسلئے کہ دیواروں پر لکھنے کا چنداں فائدہ معتمد۔ حاصل نہیں ہوتا بجز زینت و افتخار کے اور ظن غالب سوائے بے ادبی کے اور کچھ نہیں اسلئے کہ اسمائے باریتعالے الٰہ ایسے جگہوں میں نجاستوں سے نہیں بچ سکتے بخلاف اُسکے جو میت کے عمامہ یا اوسکے کفن کی اوپر کیطرف لکھا جاوے۔ بدن میت سے علیحدہ رہے اور ملحق نہو اوسکے جسد سے تو اس سے البتہ فائدہ ہوتا ہے میت کو مثل غریق کی ہوتی ہے جیسے ڈوبنے والا ایسی حالت میں ہاتھ مارتا ہے کہ اوسکا ہاتھ کہیں اڑ جائے اور غرق ہونے سے بچے بھی یہی حال میت کا ہوتا ہے کہ پس ماندگان کو دیکھتا ہے کہ جو اوسے نفع پہونچائیں اور بندے کا حق حقوق باریتعالے سے مقدم ہے۔ اور فرمایا اللہ جل و علاء نے هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا یعنے وہ ذات ہے جسنے پیدا کیا واسطے تمہارے جو کچھ ہے بیچ زمین کے سب تفسیر احمدی میں اسکی تفسیر میں فرمایا کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جس چیز کی نہی دلیل شرعی سے ثابت نہو اوسمیں اباحت ہے لہذا فرمایا علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر مذکورہ کے اخیر میں نعم نقل بعض المحشين عن فوائد

الشرجی ان مما یکتب علی جبھۃ المیت بغیر مداد بالاصبع المسبحۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم
وعلی الصدر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وذلک بعد الغسل قبل التکفین انتھی اقول ان کان
نقوش المسبحۃ قائمۃ فی نظر الملئکۃ والروح او الجسد فھو وقوع فیما فررتم عنہ وان لم تکن قائمۃ
فی نظر الملئکۃ او الروح او الجسد فھو وقوع فیما فررتم عنہ وان لم تکن قائمۃ فما فائدۃ فی تخییل
ھذہ الخیالات الوھمیۃ فالاولی ان یکتب بما لا یبقی اثرہ کنیلو ونحوہ وکما ھو المعمول المروج
عن السابقین - خلاصہ ترجمہ ہاں بعض محشین نے فوائد شرجی سے البتہ وہ ہے جو لکھا جاتا ہے اوپر پیشانی
میت کے بغیر سیاہی کے ساتھ انگلی سبابہ کے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اوپر سینہ کے کلمہ طیب اور یہ بعد غسل
کے پہلے کفن پہنانے کے ہوا نتہے ۔ اور میں کہتا ہوں اگر ہوں نقوش انگلی سبابہ کے قائم ملائکہ کی نظر
میں یا روح یا جسد میں پس وہ واقعہ ہوا نیوالے ہیں اوس چیز میں جس سے تم بھاگے ۔ اور اگر قائم نہ رہیں
.... تو کیا فائدہ تمہارے اس تخیل وہمیسے بہتر ہے کہ لکھا جاوے ساتھ اوس چیز کے کہ جسکا اثر
بہت دیر تک قائم نرہے ۔ اور مثل اسکے جیسے کہ وہ معمول اور مروج ہے سابقین سے یہ خلاصہ ہے
عبارت شامی و وجیز الصراط کا بہر کیف لکھنا عہد نامہ کا اوپر کفن میت کے ایسی چیز سے جسکے نقوش
جلدی محو ہو جاویں اور دیر تک قائم نہ رہیں مستحب اور مستحسن ہے اور علامہ حلبی نے شرح منیہ میں فرمایا
ولو کتب علی جبھۃ المیت او عمامتہ او کفنہ عھد نامہ یرجی ان یغفر اللہ سبحانہ للمیت
وفی کفایۃ الشعبی حکی عن بعض المتقدمین انہ اوصی ابنہ اذا مت وغسلت فاکتب فی
جبھتی وصدری بسم اللہ الرحمن الرحیم ففعلت ثم رأیت فی المنام وسئلتہ عن حالہ
فقال اذا وضعت فی القبر جائتنی ملئکۃ فلما رأو مکتوبا علی جبھتی وصدری بسم اللہ
الرحمن الرحیم قالوا امنت من العذاب ذکرہ فی التاتارخانیہ ترجمہ اگر میت کی پیشانی یا اوسکے
عمامے یا کفن پر عہد نامہ لکھا جائے تو میت کیلئے امید مغفرت کی ہے ۔ اور کفایہ شعبی میں ہے بعض متقدمین
سے حکایت منقول ہے کہ اوسنے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ جسوقت میں فوت ہو جاؤں اور غسل دیا جائے تو
اوسوقت میری پیشانی اور سینہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھے پس وصیت پوری کی پھر خواب میں اونکو دیکھکر اونکے حال
سے پوچھا تو فرمایا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا تو ملئکہ آئے جب اونہوں نے میری پیشانی اور کفن پر لکھا دیکھا
تو کہنے لگے تو عذاب سے امن پاگیا ۔ ذکر کیا اسکو تاتارخانیہ میں ۔ (وجیز الصراط)

عبارت مذکورہ سے دو امر ثابت ہوئے اول یہ کہ عہد نامہ سے میت کو عذاب باریتعالے سے نجات دیتاہے ۔
دوسرا یہ کہ عہد نامہ کفنی پر اسوجہ سے لکھیں کہ مقابل سینہ میت کے دیکھنے والے کو فی الفور نظر پڑے کیونکہ یہ
عہد نامہ صاحب اسلام اور ایمان کی عمدہ علامت اور دلیل ہے خصوصاً ایسے مشکل محل میں جونکہ تمام اہل حق متفق ہیں اس امر پر
کہ اسماء الٰہیہ و آیات قرآنیہ حفظ اطفال کیلئے نظر بد و مکروہات سے لکھکر اونکی گردن میں معلق کرتے ہیں اور لڑکے کی نجات

سے پرہیز نہیں کرتے جو کہ گوہ موت میں ملوث رہتے ہیں اگر شاذ ونادر کوئی بچے بھی ہوں تو بھی اسماء الٰہی وآیات قرآنی بے ادبی سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ باوجود اسکے کہ تعویذات اونکی گردنوں میں معلق ہوتے ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور اونکا صاحبزادہ حضرت شاہ عبدالعزیز قول الجمیل میں بعض مجربات اپنے خاندانی تحریر فرماتے ہیں سَمِعْتُ والدی یقول اَکْتُبُ ھٰذِہِ الْمَعُوْذَۃَ وَعَلِّقْھَا فی عنق الطفل یَحْفَظُہُ اللّٰہُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَھَامَّۃٍ وَعَیْنٍ لَامَّۃٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور اسکے فائدہ میں جزم علی موحد اوسی کتاب میں فرماتے ہیں وَسَمِعْتُہٗ یقول ست آیات من القرآن سمی بآیات الشفا یکتبھا للمریض فی اناء فیمحوھا بالماء وَیَشْرَبُ یعنے میرے والد شاہ ولی اللہ مرحوم فرماتے تھے کہ یہ آیتیں جنکا نام آیات شفا ہے مریض کیلیئے لکھے جاویں اور پانی سے محو کرکے بیچ کو پلایا جاوے حالانکہ حال ان آیات کا امعا اور رودہ کے پانی کی نجاست سے ملوث کرنا ہے۔ نیز اوسی کتاب میں لائے ہیں دردزہ اور آسانی ولادت کے لیے یکھیں وَالَّتِیْ ضَرَبَھَا الْمَخَاضُ یکتب فی رقعۃ وَاَلْقَتْ مَافِیْھَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَحُقَّتْ اھیا اشراھیا ویلف الرقعۃ فی الثوب الطاھر ویعلقھا فی فَخِذِھَا الْاَیْسَرِ فانھا تلد سریعًا ترجمہ کاغذ پر لکھیں والقت ما فیہا سے تا اشراہیا اور عورت دشوار زا کے بائیں ران سے باندھیں تو اوسیوقت بچہ پیدا ہوگا۔ غور کریں اور سوچیں کہ عورات اسحالت میں کسقدر گندگی میں بھری ہوتی ہیں خصوصًا وہ جگہہ جو جائے پیدائش کے قریب ہے زیر سرین زن جو خون اور بول سے ملوث ہوتی ہے۔ مگر چونکہ رعایت انسانی کو مقدم رکھا گیا ہے حالت زندگانی میں پھر رعایت اونکی بعد موت کے کیوں ملحوظ ومحفوظ نہ رہے پس ایسے مجربات اعمال مسموعہ ثقات کو ضرور مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور منکرین کی واہی تباہی باتوں پر ہرگز خیال نہ کریں کہ لوگ بجز گمراہی سکھانے کے اور کچھ نہیں کرسکتے۔ خداتعالٰے مسلمانوں کو ایسی فتنہ انگیزوں سے محفوظ رکھے آمین۔ ثم آمین۔

مسئلہ قیام

قیام فرحت اداء شکر بوقت ولادت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

معمول علماء کرام عرب وعجم وصوفیاء عظام وعامہ مومنین چلا آیا ہے جسکو براہین قاطعہ وحفظ الایمان وتقویت الایمان کتب وہابیہ دیوبندیہ میں شرک وبدعت لکھا ہے۔ پس یہ لوگ اور انکی تصنیفات گمراہ کنندہ ہیں۔ اونسے پرہیز لازم ہے

جناب مولانا مولوی سید دیدار علیشاہ صاحب الوری حال وارد لاہور مالک انجمن حزب الاحناف مدظلہم نے مسئلہ قیام کے بارے میں مولوی رشید احمد گنگوہی سے جو بذریعہ تحریر جواب لیا وہ بجنسہ ہدیہ ناظرین ہوتا ہے۔ مکتوب رشید احمد از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون عرض آنکہ آپ کا مکرمت نامہ پہونچا در باب قیام یہ عرض ہے کہ قیام صدیقیہ آپ کی دست بوسی کے لیئے تھا کہ اظہار فرحت وسرور

مستحب ہے

اور شکریہ کو متضمن ہے ۔ علےٰ ہذا انساء انصار کیواسطے طبعی قیام تھا کہ محبوب کو دیکھکر بیساختہ قیام
سو یہ قیام ممنوع نہیں اب بھی درست ہے کوئی اسکا ناسخ نہیں ۔ آپنے صحیح لکھا ہے ۔ پھر مولینا
ممدوح مولانا رشید احمد کے جواب پر جرح فرماتے ہیں از فقیر ویدار علی الحنفی بجناب حضرت مولینا رشید احمد
صاحب سلمہ السلام علیکم کرامت نامہ شرف صدور لایا نہایت ممنون و مشکور فرمایا در بارۂ حدیث قیام
عائشہ صدیقہ رضہ بوقت سماع آیات طہارت و پاکدامنی اور حدیث قیام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بر رویت نساء و رضا ر یہ جو جناب نے
تحریر فرمایا کہ یہ قیام اب بھی ممنوع نہیں درست ہی اسکا ناسخ نہیں صحیح لکھا ہے یہ تو بہت صحیح ہے اور درست مگر جو تحریر فرمایا کہ
قیام صدیقہ رضہ دست بوسی کیواسطے تھا اسپر کونسا لفظ حدیث دال ہی یا کسی شارح معتبر نے لکھا ہے علےٰ ہذا قیام رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا طبعی و اضطراری ہونا کہاں سے مفہوم ہوتا ہے بنظر عبارات حدیث انکے جو تمام بخاری شریف غالبا تین جا
جگہ وارد ہی فقط ۔ اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ قیام حضرت عائشہ صدیقہ رضہ بموجب اونکے قول لا اقوم الا للّٰہ کی محض رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم بھی بیان حمد و ثنا مبشر حقیقی خداوند کریم کیوسطے واقع ہوا اور فرمان والدین حضرت صدیقہ برائے قیام محض رسول اللہ بر بیان حمد و
ثنا مبشر مجازی کیواسطے تھا چنانچہ قسطلانی قومی الیہ کی آگی تحریر فرماتے ہیں ای لاجل ما بشرک بہ اور حدیث قیام رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سی جو نساء انصار کو دیکھکر قیام واقع ہوا اوس سے بروایت صحیح فقط اتنا مفہوم ہوتا ہے کہ اونپر یہ ظاہر کرنا منظور تھا کہ تمسے ہمکو محبت
ہے تمہاری خوشی دیکھکر ہم بھی خوش ہوئی ہیں لہذا آپنے بتکلف قیام فرمایا کہ طبعا اضطرارا اگما ہو ظاہر من شرح فتح الباری (خلاصہ ترجمہ
حیث قال قولہ فقام ممتنا کے یہ معنے ہوئے کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت قوت سی ممتنا کا مادہ منت بمعنی قوت ہے یعنی
کھڑے ہوئے آپ اونکی طرف جلدی سی اونکی خوشی کے ساتھ فرحت ظاہر کرنیکو شدت سے اور کہا ابو مروان بن سراج نے اور اسیکو ترجیح
دی ہی قرطبی نے کہ اسکا مصدر امتنان ہی یعنی احسان کرنا اسوسطے کہ جس شخص کیواسطے آپ کھڑے ہوئے اور اکرام کیا آپنے اوسکا یعنی
اس قیام فرحت کی پس بیشک احسان کیا آپنے اوسپر بہت ہی بڑا احسان اور نقل کیا ابن بطال محدث نے قرطبی سی کہ ممتنا جو حدیث
میں ہی اسکے حاصل معنے یہ ہوئی کہ آپنے اونپر اس قیام سی مہربانی ظاہر فرمائی گویا احسان کیا اونپر بوجہ محبت کیساتھ قیام فرحت کی فرمایا قاضی
عیاض محدث معتبر نے کہ ایک روایت میں لفظ ممتنا کیجگہ حدیث مذکور میں ممثلا بھی آیا ہے پس اسکے یہ معنے ہوئی کہ اپنے نفس کو تکلیف دیکر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو خوش کرنیکو کھڑے ہوئے اور آپ یہ بھی تحریر فرماچکے کہ اسکا کوئی ناسخ نہیں پس مواقع اور بیان حمد و ثنا
مبشر و منعم میں خواہ حقیقی ہو یا مجازی بلا تکلیف ایسا قیام رہا بھی مستحب و مسنون ہوا ۔ لہذا گذارش ہی کہ یا تو فقط یہ تحریر فرمایئے کہ تمہاری
عبارت بکلہ درست ہی ورنہ اضطراری اور بطریق دست بوسی ہونی پر قرینہ لفظی کسی شارح کے قول سے مطلع فرمایئے والسلام علیکم آپکا نیاز مند
محمد ویدار علی حنفی معروضہ ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۱۳ھ فقط ہجری المقدس (بقلم جلی) مکتوب جوابی مولانا رشید احمد صاحب سلمہ ۔ از بندہ
رشید احمد بعد سلام مسنون ۔ آنکہ بندہ کو ایسی تحریر سے معذور فرمائیں اور جو نزدیک آپکے محقق ہے اوسپر عمل فرماویں ۔ اب تحریر
مولوی رشید احمد سے ثابت ہوگیا کہ جو آپکے نزدیک محقق ہو اور ثابت اوسپر عمل فرماویں ۔ اور بخاری سے قاعدہ کلیہ بھی پایا گیا کہ بوقت
سننے کسی خوشی اور بشارت کی ہر ایک سننے والیکو خواہ وہ کتنے ہی ہوں جنکے نزدیک وہ بشارت واقعی موجب فرحت و سرور ہی
خوشی کرنا سنت فعلی سے ثابت ہوگیا ملخصا رسالہ تحقیق المسائل ف اور حضور صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے میلاد شریف میں
بوقت ذکر ولادت شریف فرحت اور سرور سے کھڑا ہونا بخوبی ثابت ہوگیا ۔ جسکو فقیر کاتب الحروف نے اور ذکر میلاد و ذکر قیام
و مسئلہ عرس اولیاء اللہ و نیاز بارواح حسین و یازدہم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہم اور بتواریخ معینہ بر ختمات وغیرہ
اور طعام آگے رکھکر فاتحہ ہاتھ اٹھاکر پڑھنا اولی لوگوں سے فیض طلب کرنا اونکی قبور پر قبہ بنانا روشنی کرنا مزارات
اولیاء اللہ کا تعظیم کرنا اون سے امداد مشکلات میں اون کو پوکارنا ۔ علےٰ ہذا القیاس یہ سب مسائل تفسیر بغوی جلد
ششم کے صفحہ ۱۳۵ سے لیکر تخمینا ۶۰۰ تک ملاحظہ ہوں مع تردید وہابیہ ۔ والسلام ۔

جواز حیلہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے مولانا ویدار علی صاحب کے سوال کے جواب میں لکھا ہے ۔ الجواب ۔ قیمت جلد اسکی کا صدقہ کر کے فقیر کو مالک کرنا واجب ہے مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا
درست نہیں ہے مگر کسی فقیر کو اگر مالک کردیوے اور فقیر اپنی طرف سے تعمیر مسجد میں صرف کرے تو درست ہے ۔ حررہ رشید احمد گنگوہی ۔